سفرنامۂ برما

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا

تاریخی سفر

ترتیب

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ

صدر مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

سفرنامۂ برما

اسلام نے اپنی تاریخ میں ہر آن اور ہر لمحہ یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ اس کا چمن ہر موسم میں نئے نئے پھول کھلا سکتا ہے۔ عقل وادراک کے کارواں نے جب سے نقل ووحی کی روشنی میں سفر شروع کیا ہے، اس کے سامنے علم وحکمت، فکر وبصیرت اور فضل وکمال کی ایک وسیع الآفاق کائنات بے نقاب ہوتی چلی گئی، عقل ونقل کے اس حیرت زا ارتباط اور درایت وروایت کے اس محیّر العقول ارتفاق نے ابتداء اسلام میں رجالِ دین کا ایک کہکشانی افق دریافت کیا، جس کو کرّہ ارضی پر ''اصحاب رسولؐ'' کے نام سے جانا گیا، اور اس پاکیزہ گروہ انسانی کے پایۂ استناد، کو الم نشرح کرنے کے لئے رب کائنات نے ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کی شہادتِ افتخار اور سند اعتزاز سے سرفراز فرمایا۔

اسلام کے اس عہد زرّیں کے بعد پھر ہر دور میں سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہؒ، سیدنا الامام مالک بن انسؒ، سیدنا الامام الشافعیؒ اور امام غزالیؒ وغیرہ جیسی شخصیات وجود میں آئیں، تیرہویں صدی کے موسم اور دینی احوال کے مناسب حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتوی علیہ الرحمہ کو وجود بخشا، حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اس بزم میں گو آخر میں آئے مگر پیچھے نہیں بیٹھے۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور حیرت انگیز علم وحکمت کی بلندیوں سے ہر دور کے اساطین علم اور رجال معرفت کی تصویر پیش کی۔

دارالعلوم دیوبند کی تاسیس کے انقلابی کارنامے اور برصغیر میں دین کی وقیع اور رفیع خدمات کے حوالہ سے وہ کون شخص ہے جو ان کے بارِ احسان سے زیر بار، اور ان کے دینی وتعلیمی کارناموں کا منت کش نہیں ہے۔ ضرورت تھی کہ حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ کے علوم ومعارف اور افکار کو سہل زبان میں پیش کیا جائے، ان کی شخصیت اور انقلابی کارناموں سے دنیا کو متعارف کرایا جائے۔ یہ ایک ایسا اہم اور گراں قدر کام تھا کہ جس کی انجام دہی حلقۂ دارالعلوم دیوبند، قاسمی برادری اور فکر دیوبند کے ہر علمبردار کے کاندھوں پر فرض اور قرض کے درجہ سے کم نہ تھی۔

دارالعلوم وقف دیوبند اپنی بے سروسامانی کے باوجود جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ خالص نصرت الٰہی ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل عمیم اور احسانِ عظیم کا نتیجہ ہے۔

''حجۃ الاسلام اکیڈمی'' کا قیام بھی اسی سلسلہ کی ایک مفید کڑی ہے۔

احیاء تراث السلف
مجمع حجۃ الإسلام
للبحث والتحقیق

Ḥujjat al-Islām Academy

Al-jamia al-Islamia Darululoom Waqf, Deoband

Eidgah Road, P.O. Deoband-247554, Distt: Saharanpur U.P. India

Tel : + 91-1336-222352, Mob: + 91-9897076726

Website: www.dud.edu.in

Email: hujjatulislamacademy@dud.edu.in, hujjatulislamacademy2013@gmail.com

www.dud.edu.in ₹100

ISBN 978-93-84775-01-8

00100

9789384775018

ḤUJJAT AL-ISLĀM ACADEMY

سفرنامۂ برما

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا

تاریخی سفر

ترتیب

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ

صدر مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفرنامۂ برما

حکیم الاسلام، حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

کے

''دورۂ برما'' کے قابل ذکر واقعات

یہ طویل سفر ۱۸؍دسمبر ۱۹۵۶ء؍ سے شروع ہوا، اور یکم مارچ ۱۹۵۷ء کو (۲؍مہینے، ۱۲؍دن میں) بصد کامیابی پورا ہوا۔

سفرنامۂ برما

ترتیب: خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی

صدر مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

طبع اولیٰ: ۱۴۳۸ھ-۲۰۱۷ء

ISBN: 978-93-84775-01-8

باھتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed by: Abdul Mannan Qasmi

Hujjat al-Islam Academy
Aljamia Al-Islamia Darululoom Waqf Deoband
Eidgah road, P.O. 247554, Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel : +91-1336-222352, Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: http://www.dud.edu.in

Pritnted at: Mukhtar Press, Deoband

عرض ناشر

''سفر برما''، حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب، نوراللہ مرقدہ کے ان ''انقلابی اسفار'' میں سے ایک ہے، جس نے برمی مسلمانوں میں بہت ہی قلیل عرصہ میں دینی روح بیدار کردی، اور ان کے قلوب میں اسلامی جذبات کا ایک سیلِ رواں، اور انمنٹ نقوش ثبت کرنے میں کامیاب رہا۔

یہ ''سفر نامہ'' کم یاب ہی نہیں؛ بلکہ نایاب ہو چکا تھا، جب کہ اس میں بہت ہی مفید معلومات اور ایک تاریخی سفر کی مکمل روداد موجود ہے۔ اور چوں کہ اکابر کے نقوشِ قدم چھوٹوں کے لیے مشعلِ راہ ہوتے ہیں؛ اس لیے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

یوں تو سفر نامے بہت ہیں؛ لیکن اِس کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کو خود خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ نے مرتب فرمایا تھا، جو خود سفر برما میں حضرتؒ کے رفیق سفر، اور وہاں کے حالات کے چشم دید گواہ ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ بوقت ترتیب حضرت والا کی عمر ۳۰ر سال تھی۔

چوں کہ ''حجۃ الاسلام اکیڈمی'' دارالعلوم وقف دیوبند کے بنیادی واساسی اغراض ومقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: اکابر رحمہم اللہ کی کم یاب اور نایاب تحریروں کی اشاعت کرکے ان کو دوبارہ استفادہ کے قابل بنائی جائے۔

اسی مستحسن اور مبارک سلسلہ کی ایک کڑی یہ ''سفر نامہ'' کی اشاعت بھی ہے، جس کو شائع کرکے اکیڈمی اپنے مقصد کی طرف محوِ سفر ہے۔

محمد شکیب قاسمی

ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق یکم فروری ۲۰۱۷ء

نمبر شمار — **فہرست مضامین** — صفحہ

سفرنامۂ برما

انتساب

عالی جناب سیٹھ ''اسماعیل محمد باگیا'' صاحبؒ باگیا، اینڈ سنز رنگون کی دعوت پر ۱۸؍دسمبر ۱۹۵۶ء کو حضرت حکیم الاسلام علیہ الرحمہ نے برما کا سفر فرمایا۔ دار العلوم دیوبند کی عالم گیر شہرت ومقبولیت ان کے علمی فیضان کی مرہونِ منت ہے۔ اہل برما کے ساتھ بھی دارالعلوم دیوبند کا یہ علمی اور دینی علاقہ کوئی نیا نہیں ہے؛ بلکہ نہایت قدیم ہے، جس کی سب سے بڑی دلیل دارالعلوم دیوبند کے وہ ہزاروں برمی علماء وفضلاء ہیں کہ جو اس وقت رنگون، مانڈلے، مولمین، مکٹیلا اور اکیاب کے دور دراز علاقوں میں نہایت خاموشی کے ساتھ اسلاف کرام کے نقش قدم پر تعلیم وتدریس وغیرہ کے ذریعہ دینی رہبری فرمارہے ہیں۔

عالم اسلام کی اس عظیم مرکزی ''درس گاہ'' کے ساتھ جو مخلصانہ تعلق اہل برما کو رہا ہے، باگیا صاحب کی دعوت اس کی تجدید وتوثیق کا ایک روشن باب تھی۔

میزبانِ محترم کی فیاضانہ میزبانی جہاں لائق صد شکر تھی، وہاں حضرتؒ کی دارالعلوم دیوبند کے حق میں بےلوث وہ شب وروز کی جدوجہد لائق صد ہزار تشکر ہے، کہ جس سے دارالعلوم کے اخلاقی حلقۂ اثر میں تاریخی وسعت پیدا ہوئی، اور اسی کے ساتھ حضرت موصوفؒ کی مساعیٔ جمیلہ سے برما کے بافیض مسلمانوں نے دولاکھ سے زائد کی گراں قدر رقم سے دارالعلوم کی خدمت فرمائی، جو کہ اِس دور میں

دوکروڑ کے مساوی تھی۔ یہ رقم برما سے واپسی کے چند ماہ بعد قانونی مراحل سے گزر کر دارالعلوم میں پہونچ گئی۔

ادھر کثرت کار کی بنا پر ''ترتیب سفرنامہ'' میں بھی قدرے تاخیر ہوئی، اور حسن اتفاق کہ ترتیب سفرنامہ، اور وصولیابیٔ رقم قریب قریب زمانوں میں ہوئی۔ اسی تقریب زمانی کی مناسبت سے یہ سفرنامہ میں داعیٔ محترم جناب ''اسماعیل باگیا'' صاحب کی خدمت میں بصد خلوص وتشکر پیش کرتا ہوں۔ ع:

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(احقر) محمد سالم قاسمی

استاد دارالعلوم دیوبند

۲۵؍اپریل ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفرنامۂ برما

دارالعلوم دیوبند کی تاریخی صداقت:

''دارالعلوم دیوبند'' کی ایک تاریخی صداقت ہے، جس میں اس کے بانی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ کے اخلاص کامل کو حقیقت میں نگاہیں فوراً پالیتی ہیں، کہ اس کی مرکزیت کو اس کے یوم تاسیس سے ہی قلوب نے تسلیم کرلیا تھا، اور اس کا بہت ہی مختصر ترین وقت میں مفکرین نے زبان وقلم سے اعتراف کرلیا۔ اور یہ اعتراف ایک حقیقت کا اعتراف تھا؛ اس لیے آج تک اس عظیم درس گاہ کا مؤید من اللہ وقارہ، ہمہ روز مائل بہ ترقی ہے، اور اس کے بانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص مقبول کے طفیل یقین واثق ہے کہ یہ مینارۂ نور ہمیشہ علم وہدایت کی ضیا پاشیوں سے گمراہی کی تاریکی کا پردہ فاش کرتا رہے گا۔ ع:

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

''دارالعلوم دیوبند'' کی مرکزیت کو آج دلائل وشواہد کی ضرورت نہیں رہی؛ لیکن اخلاص مند قلوب کو اپنے ''مرکز علم'' کی ہر کامرانی کی لذیذ حکایت سے دراز ہونے کے باوجود نشاطِ روح اور آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی کے ساتھ

حقیقت ناآشنا ذہنوں تک یہ حقائق مستقبل میں ان کے لیے راہِ استفادہ ہموار کرتے ہیں؛ اس لیے حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج قاری **''محمد طیب''** صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم کے حالیہ تاریخی سفر برما کے جستہ جستہ واقعات نذر قارئین کیے جارہے ہیں، جو تاریخی حیثیت سے دارالعلوم کی بین الاسلامی مرکزیت پر ناقابل شکست دلیل بھی ہیں، اور مسلمانانِ برما کے محسنانہ سلوک پر سپاس وشکر گزار بھی۔

آج ۲۲/محرم الحرام ۱۳۷۷ھ/مطابق ۱۹/اگست ۱۹۵۷ء/بروز دوشنبہ ''دارالعلوم'' کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے، جس میں مسلمانانِ برما کا مخلصانہ اور گراں قدر دو لاکھ روپے سے زائد کا عطیہ ۵/ماہ تک قانونی مراحل طے کرنے کے بعد دارالعلوم کو بصورت ڈرافٹ وصول ہوا ـــــ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ ـــــ، جس کے لیے دارالعلوم مسلمانانِ برما کے ساتھ ساتھ ''حکومت برما'' کا عموماً، اور عالی جناب مسٹر ''اونو'' وزیر اعظم برما، اور مسٹر عبداللطیف صاحب وزیر عدل وانصاف حکومت برما کی خدمت میں ''نذرانۂ تشکر'' پیش کرتا ہے، اور دعا گو ہے کہ ایشیا کا یہ نونہال ملک اپنے مخلص رہنماؤں کے زیر سایہ رہ کر ایشیا کے لیے باعث صد افتخار رہو۔

آج اس رقم خطیر کی یک مشت وصولیابی بھی تاریخی ہونے کے ساتھ وابستگان ومخلصین دارالعلوم کی مسرتوں میں ایک مستقل مسرت کا سبب بن رہی ہے؛ اس لیے سفر برما کے اس کامیاب نتیجہ کے موقع پر ہم یہ مختصر سفرنامہ پیش کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ علوم دینیہ کی اس عظیم دانش گاہ کی ہر ''آج'' اس کی ہر ''کل'' سے بہتر وفزوں تر ہو۔ آمین!

جناب اسماعیل محمد باگیا صاحب برمی کی دعوت:

چار سال قبل ۱۹۵۲ء میں جناب اسماعیل محمد باگیا صاحب کا دعوت نامہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کو ''برما'' (میانمار) سے موصول ہوا، جس میں موصوف نے نہایت اخلاص مندی سے مسلمانانِ برما کی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ: آں محترم کی ذات گرامی سے جو ایک فیض عظیم آج ہند و پاک کے مسلمانوں کو پہونچ رہا ہے، وہ دلائل سے بالاتر ہے۔ علم وعرفاں کے ممتاز رہنماؤں سے جس قدر سر زمین ہندوستان بانصیب ہے، اسی درجہ میں سرزمین برما ضرورت مند؛ اس لیے آں محترم قیمتی وقت ایک مختصر حصہ ہمیں عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی رنگون کی معزز خواتین کی جانب سے اہلیہ محترمہ حضرت مہتمم کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت کی محرک دراصل وہ خواتین تھیں، کہ جو سنین گزشتہ میں آں محترمہ کے ساتھ سفرحج میں طویل عرصہ تک ساتھ رہ چکی تھیں، اور اسی وقت سے بذریعہ مراسلت اس دعوت کی تجدید وقتاً فوقتاً کرتی رہتی تھیں۔

آزاد ہندوستان کے اولین معمار:

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے حسب عادت اس طلب صادق پر لبیک فرمایا، اور برما کا یہ سفر منظور فرمالیا؛ لیکن آج کی قانونی دنیا میں ان ''فائلوں'' کا پیٹ بھرنا ضروری ہے کہ جو کاغذی ہونے کے باوجود آہنی پردوں سے کم نہیں ہوتے۔ ''دارالعلوم دیوبند'' سیکولر ہندوستان میں اپنے روایتی طرز وانداز کے ساتھ تعلیم وتعلم کے مقدس کام میں مصروف ہے، اور یہ وہی دارالعلوم ہے کہ جس نے سب سے پہلے ہندوستانیوں کو گم شدہ دولت آزادی کی اہمیت وحقیقت بتلا کر

طوق غلامی نکال ڈالنے کی ترغیب دی، اور اس راہ میں پیش آنے والے مصائب کو خوش دلی کے ساتھ جان پر کھیل جانے کا مقدس سبق دیا۔

شاملی کے میدان کے خوں آشام ذرے جنگ آزادی کی اولین قربان گاہ ہونے کی آج بھی شہادت دے رہے ہیں۔ مظفرنگر جیل کے قید وسلاسل آج بھی اعلاءِ کلمۃ الحق کے لیے ابھرنے والے ہاتھوں کو مجبور کردینے پر خون کے آنسو رو رہے ہیں، اور دیوبند کا ذرہ ذرہ آج بھی اس پر سرابھار کر تاریخی سچائی کے ساتھ اس کا مدعی ہے کہ اس نے فرنگی استبداد، اور رسمی اقتدار کو خاطر میں نہ لاکر آزادی کی اس روح، اور فکر کی اس حریت کو دلوں میں زندہ وتابندہ رکھا۔ اس کے بزرگوں نے جان ومال کی گراں بار قیمتیں ادا کرکے آزادی کے تصور کی حفاظت کی، اور بخت ووقت نے جس لمحہ میں اجازت دی، اسی لمحہ میں یہ دولت، امتیاز مذہب وملت ہندوستان کے ایثار پسندوں کو بانٹ دی گئی۔ یہ ہی نہیں کہ سفید فام چوروں کی ہوسناک نظروں سے بچا کر یہ قیمتی سرمایہ ''ریشمی رومال'' میں کر افغانستان پہونچایا گیا، اور حریت فکر کے ان مفلس سرمایہ دار امینوں کو فرنگی نے چور قرار دے کر عالم کی سب سے بڑی امن گاہ ''مکہ مکرمہ'' میں بھی مامون دیکھنا گوارا نہ کیا، اور بالآخر بد اندیش غیرملکی سفید فام سوداگروں نے اپنی دانست میں ''مالٹا'' کو اس کا مدفن کی ٹھان لی؛ لیکن ساڑھے پانچ سال میں ان کے سامنے یہ تجربہ تلخ حقیقت بن کر سامنے آگیا کہ فکر کے اس سرمایہ کو جتنا زیادہ دبایا گیا، اتنا ہی یہ ہندوستان گیر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس آتشیں فکر نے جب جامۂ عمل پہنا، تو ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کی روشن ترصبح کو خاک پاک ہند کے بینا سپوتوں نے فرنگیوں کو نابینا دیکھا۔

مستقبل کے مورخ کے قلم کے ساتھ اگر دیانت ہمرکاب رہی، تو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمہ اور دارالعلوم دیوبند کی حریت نواز تاریخ کے ذکر کے بغیر وہ اپنی کاوشوں پر اکمل ہونے کا ایک واقعی الزام لینا ہرگز گوارا نہ کرے گا۔

''دارالعلوم دیوبند'' کی اس باعظمت تاریخ اور امن وسلام اور وطن دوستی کی اس بے مثال درس گاہ کے شاندار ماضی کے علمی اعتراف کے باوجود آپ یقین کریں، یا نہ کریں؛ مگر ایک حقیقت ہے کہ اسی محسن دارالعلوم کے ذمہ دارِ اعلیٰ، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی پاسپورٹ کی درخواست قانون کی پر پیچ اور طویل وادیوں سے گزرے بغیر نہ رہ سکی؛ کیوں کہ آئین بہرحال آئین ہے۔ اگرچہ دار العلوم دیوبند کے اکابر کے غیر ملکی سفر ہمیشہ ہندوستان کے لیے باعث عزت رہے ہیں۔ خود حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ۱۹۲۹ء؍میں ہندوستان اور ہندوستانیوں کے لیے افغانستان سے خراج عقیدت وصول کیا، اور ۱۹۳۴ء؍میں حجاز کے مرحوم بادشاہ سلطان ابن سعود رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان کے لیے نیک تمنائیں ایک بلند مرتبت ہندوستانی کی حیثیت سے حاصل کیں۔ آج برما کے معزز شہری اسی موقر شخصیت کے واسطہ سے ہندوستان کے لیے اپنے خلوص ومحبت کا ہدیہ بھیجنا چاہتے ہیں؛ لیکن اس محبت کی قدردانی میں دفتری تنظیم باعث تاخیر بنا۔

وقت گزرتا چلا گیا، ایک دو تین چار سال گزر گئے، انٹرنیشنل پاسپورٹ کا مسئلہ صوبوں سے مرکز نے لے لیا۔ برما کے داعیٔ محترم اس عرصہ میں مسلسل اس سفر پر مصر رہے۔ پاسپورٹ کی جدوجہد کا از سر نو آغاز ہوا، اور مہینوں کی مسلسل تگ و دو دیوبند سے دہلی تک کے اَن گنت سفروں کے بعد وہ پاسپورٹ ملا، کہ جو

چار سال تک فائلوں کی گود میں سوتا رہا۔

برقی کبوتر ہوا کے دوش پر:

بہر حال اس کشاکش بے سبب کے بعد ہی سہی، پروانۂ راہ داری مل گیا، اور بیسویں صدی کا برقی کبوتر ہَوا کے دوش پر یہ مژدۂ جانفزا لے کر آنکھ جھپکتے میں رنگون پہونچ گیا۔ ویزا کے مراحل طے ہوے، اور ۱۸؍دسمبر ۱۹۵۶ء؍کو حضرت مہتمم صاحب بمعہ اہلیۂ محترمہ عازم رنگون ہوگئے، اور والدین محترمین کے شرف رفاقت کا قرعۂ فال بنام راقم الحروف نکل آیا۔

اساتذہ ومتوسلین دارالعلوم اور اہل شہر نے دیوبند اسٹیشن پر نصرت وکامرانی کی مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔ شب میں دہلی قیام کے بعد علیٰ الصباح ''کالکا اکسپریس'' سے کلکتہ روانہ ہوگئے، اور ۲۰؍دسمبر کو بخیریت یہ سفر پورا ہوا۔ ہاوڑہ اسٹیشن پر عالی جناب شیخ غلام رسول صاحب، مفتی محمد احمد صاحب، اور دوسرے معززین موجود تھے۔ کلکتہ سے رنگون تک انتظام سفر شیخ غلام رسول صاحب کے سپرد تھا۔ حضرت مہتمم صاحب نے ہدایت فرمائی تھی کہ انتظام سفر بحری جہاز سے کیا جائے؛ کیوں کہ حضرت موصوف کو طبعاً ہوائی جہاز کا سفر ناپسند ہے؛ لیکن کوشش کے باوجود بحری جہاز میں سیٹوں کا بکنگ نہ ہوسکا، اور ہوائی جہاز کے ٹکٹ لے لیے گئے۔ ۲۲؍دسمبر روانگی کے لیے طے ہوگئی؛ لیکن ۲۱؍کو اچانک اطلاع ملی کہ بحری جہاز ''ایم، ایس، سانتھیا'' میں فرسٹ کلاس کی تین سیٹیں فارغ ہوگئیں۔ حاجی صاحب موصوف نے فوراً جدوجہد کرکے وہ ریزرو کروالیں، اور اس طرح حضرت مہتمم صاحب کی اس خواہش کی تکمیل کا

بھی حق تعالیٰ نے سامان فرما دیا۔

رنگون میں پرجوش استقبال:

۲۶/دسمبر ۱۹۵۶ء کو یہ جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا، اور پرسکون بحر ذخار میں سفر کو پُر لطف بناتا ہوا، ۲۹/دسمبر ۱۹۵۶ء کو تین بجے بندرگاہ رنگون پر لنگر انداز ہوگیا۔ بندرگاہ پر داعیِ محترم مسٹر اسماعیل صاحب باگیا، یوسف صاحب باگیا، ایوب صاحب باگیا، قاسم صاحب باگیا، حاجی اونسین صاحب، یوسف گورا صاحب، جناب یعقوب گورا باوا صاحب، مولانا مفتی اسماعیل گورا صاحب، مولانا مفتی محمود داؤد یوسف صاحب، ناظم دار العلوم تانبوے رنگون بمعہ طلبۂ مدارس عربیہ اور شہر کے دیگر معزز تجّار وعلماء وعوام کا مجمع عظیم موجود تھا۔ جہاز سے اتر کر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نیچے تشریف لائے، تو فضا **''حضرت مولانا محمد طیب صاحب زندہ باد''، دار العلوم دیوبند زندہ باد''** کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ پرتپاک وبااحترام استقبال کے ساتھ مخلصین کا یہ مجمع قیام گاہ تک لایا، باگیا فیملی کی مستورات بھی دیگر معزز خواتین کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب کی اہلیہ محترمہ کے استقبال کے لیے گودی پر موجود تھیں، جو بالا بالا ان کو قیام گاہ تک لے گئیں۔

باگیا خاندان کی مسرت کی انتہا نہ رہی:

باگیا خاندان خصوصاً اور اہل رنگون عموماً حضرت مہتمم صاحب کی اس قدم رنجہ فرمائی پر نہایت مسرور وشاداں نظر آرہے تھے۔ صبح سے شام تک ایک مجمع مصروف استفادہ رہتا۔ میزبانِ محترم نے طویل سفر کی رعایت فرماتے ہوے

تین روز تک کوئی پروگرام نہیں رکھا؛ بلکہ مجلس مذاکرہ پر اکتفا کو جاری رکھا۔ تین روز کے بعد پروگرام بنایا گیا، رنگون کی روایات کے مطابق ضروری تھا کہ ہر ہر اسٹیٹ میں روزانہ جلسہ ہو، اور ہر ہر اسٹیٹ کی جانب سے قبل از وقت دعوت نامہ موصول ہو چکے تھے؛ لیکن حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ: میں بلافصل روزانہ تقریر نہیں کرسکوں گا، اور روزانہ بھی اگر ہو، تب بھی ہر اسٹیٹ کی دعوت منظور کرلینے کی صورت میں تو قیام کے لیے پانچ ماہ بھی ناکافی ہوں گے؛ اس لیے تقریریں فصل سے رکھی جائیں۔ اسماعیل باگیا صاحب نے از راہِ مہمان نوازی اس کو قبول فرمایا، اور پروگرام یہ بنایا کہ ایک روز جلسۂ عام ہو، اور ایک روز مجلس مذاکرہ رہے، جس میں لوگ اپنے علمی وفکری مسائل کا حل دریافت کریں۔

پروگرام کے مطابق تین روز بعد یکم جنوری ۱۹۵۷ء کو حضرت مہتمم صاحب کی اولین تقریر ''سورتی سنی جامع مسجد'' میں ہوئی۔ یہ پروگرام داعیِ محترم اسماعیل صاحب کی کوششوں کے باوجود طوالت سے نہ بچ سکا، اور اوسطاً یومیہ تقریر کی رنگونی روایات غالب آکر رہیں۔

یکم جنوری کو سورتی سنی جامع مسجد میں خطاب:

نماز عشاء کے بعد رنگون کے دین دار مسلمانوں کا ایک عظیم مجمع سورتی سنی جامع مسجد میں جمع ہوگیا، اور ساڑھے نو بجے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے تقریر شروع فرمائی۔

یہ تقریر تمہید کے بعد ''عظمت نبوت'' اور ''عظمت انسانیت'' کے تمام گوشوں پر نہایت جامعیت ودل کشی کے ساتھ ڈھائی گھنٹہ جاری رہی، اور تشنۂ

علوم قلوب کے لیے ہر ہر لفظ آب حیات کا مصداق حقیقی بنتا رہا۔

۲؍جنوری میں مجلس مذاکرہ:

۲؍جنوری کا دن پروگرام کے مطابق تقریر سے فارغ رہا؛ البتہ مجلس مذاکرہ صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک، اور رات کو ۹؍بجے سے ۱۱؍بجے تک جاری رہی۔ اور مختلف پیچیدہ علمی مسائل اور اہل سنت والجماعت کے متفق علیہ مسلک سے علیحدہ بعض جدید نقطہ ہائے فکر زیر بحث آئے۔ جیسے انکار حجیت حدیث، یا بعض غالی اہل حدیث حضرات کے اقوال سے پیدا ہونے والے شبہات پر لوگ سوالات کر کے جوابات حاصل کرتے رہے۔

۳؍جنوری میں بنگالی مسجد میں بیان:

تیسرا روز ہے، جلسۂ عام کا انتظام ''بنگالی مسجد سولی پکوڈا روڈ'' میں ہے۔ صبح کی مجلس مذاکرہ میں بعض حضرات نے درخواست کی کہ: آج کے اجتماع میں حضرت ''حجیت حدیث'' کے موضوع پر ہی تقریر فرمائیں، جس کو منظور فرمایا۔

''بنگالی مسجد'' رنگون کی بڑی اور مرکزی مساجد میں سے ایک ہے، اور اس مسجد سے علمی طبقہ کی وابستگی کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں ایک طویل عرصہ سے مفسر قرآن حضرت مولانا ''دین محمد'' صاحب ڈھاکویؒ، فاضل دیوبند اپنے دل کش انداز میں درس قرآن دے رہے ہیں، اور فن تفسیر کا عوامی درس کچھ مولانا موصوف کے ساتھ اتنا لازم ہوگیا ہے کہ اگر اس کو موصوف کی فصل ممیز کہہ دیا جائے، تو غالباً بے جا نہ ہوگا۔ موصوف اس زمانہ میں ڈھاکہ گئے ہوئے تھے، اوائل فروری میں حضرت مہتمم صاحب کی موجودگی ہی میں تشریف لے آئے تھے، اور قلبی محبت

و مدارات کے ساتھ ملتے، اور آتے جاتے تھے۔

شب میں نو بجے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ جلسہ گاہ پہونچے، مجمع عظیم محو انتظار تھا، تلاوت وغیرہ کے بعد حضرت مہتمم صاحب نے ''حجیت حدیث'' کے موضوع پر جامع ترین تقریر فرما کر سامعین کو محظوظ و مطمئن فرمایا۔

مدرسہ مجیدیہ میں خطاب:

حضرت مہتمم صاحب نے ''مدرسہ مجیدیہ'' کا معائنہ فرمایا، اور اس میں بعض طلبہ کا امتحان بھی لیا۔ اور اس کے کافی دیر بعد تک علمی مجلس جاری رہی، اور تعلیم کے ارتقائی منازل پر مبسوط تقریر فرمائی، جس سے اراکین مجلس محظوظ بھی ہوئے، اور مستفید بھی، اور تقریباً ڈھائی گھنٹے اس میں صرف ہوئے۔

فریز راسٹریٹ میں سحر انگیز خطاب:

بعد نماز عشاء ''پاکستان کنفکشنری'' کی دعوت پر فریز راسٹریٹ میں حضرت مہتمم صاحب نے خطاب عام فرمایا، جس میں ''اسلام کی حقیقت اور اس کے عناصر ترکیبی'' پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ سامعین ہمہ تن گوش اور محو تھے۔ یہ معرکۃ الآرا تقریر تین گھنٹے جاری رہی۔

جلسہ کی صدارت عالی جناب مسٹر ''خلیل الرحمٰن'' صاحب، سفیر پاکستان برائے برما نے فرمائی۔

احقر راقم الحروف اس جلسہ میں شریک نہیں ہوسکا؛ کیوں کہ ''سِیریَم'' جانے کے طے شدہ پروگرام کے مطابق وہاں حاضری دینی تھی۔ ''سیریم'' رنگون سے چند میل کے فاصلہ پر ایک ''بستی'' ہے، جو اہل رنگون کے لیے ''سیرگاہ'' کی

حیثیت رکھتی ہے۔ پوری بستی سر سبز وشاداب ہے، جانے کا راستہ صرف بحری ہے، اسٹیمر چلتے ہیں۔ احقر کو عالی جناب مسٹر اسماعیل لسنیا صاحب تاجر رنگون لے گئے، اس قافلہ میں بیس پچیس دیگر معززین کو بھی موصوف نے مدعو کیا تھا، بالخصوص داعیٔ محترم اور جناب مولوی محمد ایوب گورا باوا صاحب، خطیب جامع مسجد مامسا کی خصوصی عنایت وکرم فرمائی رہی، اور پورا سفر بڑی دل چسپی کے ساتھ گزرا۔
بعد ظہر داعیٔ محترم کی فرمائش پر احقر نے تقریر کی، اور نماز عصر کے بعد یہ پورا مجمع رنگون واپس آیا۔

مسلم فری ڈسپنسری کا معائنہ:

حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری کے بعد سے ہر ادارہ کی یہ خواہش تھی کہ: حضرت مہتمم صاحب وہاں تشریف لے جائیں؛ چناں چہ تمام مسلم اداروں میں حضرت مہتمم صاحب نے تشریف لے جا کر ان کی خواہش پوری کی۔
اسی ذیل میں آج آپ نے ذمہ دارِ ادارہ ڈاکٹر ملا محمد صاحب کی فرمائش پر ''مسلم فری ڈسپنسری'' کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ اس عظیم ادارہ کو رنگون کے باخبر مسلمان تاجر بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ چلا رہے ہیں، لاکھوں روپے کی ضروریات یہی حضرات پوری فرماتے ہیں۔ اس میں ہر قسم کا علاج ومعالجہ اونچے پیمانے پر ہوتا ہے۔ قیمتی مشینیں اور ضروری سامان اس میں مہیا ہے، اور مختلف اس کے سیکشن ہیں۔ کہیں آنکھ کا علاج ہوتا ہے، کہیں دانت کا، مختلف اسپشلسٹ مسلم ڈاکٹروں نے اپنی رضا کارانہ خدمات ڈسپنسری کو دے رکھی ہیں، اور خلق خدا کی اس خدمت سے وہ حضرات اپنی آخرت سنوار رہے ہیں۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ.

ہمارے میزبانِ محترم جناب اسماعیل باگیا صاحب بھی اس کے خصوصی اراکین میں ہیں، اور دیگر اجتماعی خدمات کی طرح اس میں بھی پوری پوری دل چسپی لیتے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب نے معائنہ کے بعد کارکنان کی حوصلہ افزائی فرمائی، اور مسرت کا اظہار فرمایا۔
جیسا کہ سابق میں بھی ذکر کر چکا ہوں کہ برما کے مسلم وزراء کی عوام وخواص سے یکساں بے تکلفی آج بھی مثالی کہی جاسکتی ہے۔ آج وزیر معدنیات حکومت برما، عزت مآب مسٹر ''عبدالرشید'' صاحب بغرض ملاقات حضرت مہتمم صاحبؒ کے پاس قیام گاہ پر تشریف لائے۔ موصوف ایک ذی ہوش اور مدبر کی حیثیت سے اپنی اہم ذمہ داریوں، اور اس میں پیش آنے والی الجھنوں کے بارے میں مختلف سوالات کے ذریعہ دینی رہنمائی حضرت مہتمم صاحبؒ سے حاصل کرتے رہے۔
حق تعالیٰ ان صالحانہ جذبات وعمل میں برکت عطا فرمائے۔ آج کے دور میں یہ نوادر غنیمت ہی غنیمت ہیں۔

۳۰/اسٹریٹ میں تقریر:

شب میں حضرت مہتمم صاحبؒ نے ۳۰/اسٹریٹ میں تقریر فرمائی۔ عوام کے بے تحاشا مجمع کا ان حقائق وعلوم سے گہرا تأثر چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا، اور طلب صادق کا صحیح اندازہ وہیں ہوتا ہے، کہ جہاں لوگوں کو مواقع کم میسر آتے ہیں۔

برمی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ایک علمی کارنامہ:

راقم الحروف کا مقصد رفاقت بامر حضرت مہتمم صاحبؒ یہی تھا کہ: عوامی اجتماعات میں بیانات کے تسلسل کی گرانباری میں فی الجملہ اور بقدر اور بساط

فرمایا یہ ہلکا کرنے کا فرض انجام دے سکوں۔ چناں چہ آج ارکانی جامع مسجد رنگون کی جانب سے احقر کو دعوت نامہ موصول ہوا، اور بعد نماز عشاء احقر نے وہاں طالب علمانہ معروضات پیش کیں۔

دن میں دس بجے حضرت مہتمم صاحبؒ، مولانا محترم ''ابراہیم احمد'' صاحب مظاہری، اور عزت مآب مسٹر ''عبدالرشید'' صاحب کی خصوصی دعوت پر ''زینت بوائز'' تشریف لے گئے۔ یہ علمی ادارہ وزیر موصوف کی زیر حمایت اور مولانا مظاہری صاحب کی زیر قیادت برمی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا اہم فرض انجام دے رہا ہے۔ مولانا مظاہری کے علاوہ اس خدمت کی انجام دہی میں مولانا ''غازی ہاشم'' صاحب اور بعض دیگر علمائے کرام مصروف عمل ہیں۔ ترجمہ نہایت جانفشانی، تحقیق اور اطمینان بخش طریقہ پر کیا جا رہا ہے۔ برمی زبان میں حقائق قرآنیہ کی صحیح تعبیر کے لیے چوں کہ الفاظ کی کمی ہے؛ اس لیے ان حضرات کو اپنے اوقات کا ایک بڑا حصہ وضع اصطلاحات میں لگانا پڑا؛ لیکن اس مرحلہ سے فراغت کے بعد اب کام تیز رفتاری کے ساتھ جاری ہے۔ حق تعالیٰ ان حضرات کی مخلصانہ محنتوں کو نافع ومقبول فرمائے۔

ترجمہ کے ذیل میں جو علمی اشکالات پیدا ہوتے ہیں، ان پر یہ حضرات پوری تحقیق کرتے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری کے بعد ان حضرات نے بہت سے پیچیدہ مسائل میں حضرت موصوف سے استفادۂ علمی فرمایا اور مطمئن ہوئے۔ حضرت مہتمم صاحب بھی ان حضرات کی علمی کاوش وکوشش سے بے حد متأثر ہوئے۔ وزیر موصوف اس دل چسپ علمی مجلس میں از اول تا آخر شریک رہے اور محظوظ ہوتے رہے۔

اس معائنہ کا دراصل مقصد ہی حل اشکالات تھا۔ داعی حضرات نے ایک مرتبہ پھر تشریف آوری کی حضرت مہتمم صاحب سے درخواست کی، جس کو آپ نے بہ خوشی منظور فرمایا؛ لیکن کثرت مشاغل کی وجہ سے اس کا موقع پھر میسر نہ آسکا۔

تبلیغی جماعت کے اجتماع میں خطاب:

حضرت مہتمم صاحبؒ نے ''جماعت تبلیغ برما'' کی دعوت پر مجمع عام میں تقریر فرمائی۔ حضرت موصوف کی تقریر ''تبلیغ دین'' ہی کے موضوع پر ہوئی، جس میں آپ نے تبلیغ کی ضرورت، نتائج اور قرآنی طریقۂ تبلیغ پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی۔

دن میں دس بجے حضرت مہتمم صاحبؒ نے ''راندیریہ ہائی اسکول'' کا معائنہ فرمایا۔ یہ اسکول بھی دوسرے اسکولوں کی طرح دینی تعلیم کا پورا اہتمام کرتا ہے، اور اطمینان بخش طریقہ پر خدمت دین کر رہا ہے۔ جناب احمد حسین مشہدی صاحب پرنسپل راندیریہ ہائی اسکول نے حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری پر شکریہ ادا فرمایا۔

۱۳۶/اسٹریٹ میں خطاب:

حضرت مہتمم صاحبؒ نے ۱۲۶/اسٹریٹ میں خطاب فرمایا، موضوع تقریر ''حقیقت ایمان'' تھا۔ دن میں آپ نے ''برما مسلم ہائی اسکول'' کا معائنہ فرمایا، اور ابتدائی تعلیم کے سلسلہ چند قیمتی مشورے دیے۔

۱۳/جنوری میں وزیر معدنیات کی دعوت:

جن جذباتِ اخلاص کا ظہور اربابِ اقتدار کی جانب سے متعدد بار ہو چکا

ہے، ان ہی میں سے ایک یہ بھی تھا کہ: آج عزت مآب مسٹر عبدالرشید صاحب، وزیر معدنیات حکومت برما نے حضرت مہتمم صاحب کے اعزاز میں رنگون کے معزز شہریوں کو عظیم پیمانہ پر مدعو فرمایا۔ نماز مغرب حضرت مہتمم صاحب نے وزیر موصوف کے بنگلے پر ادا فرمائی، اور قرآن کریم کی نفلوں میں تلاوت کے معمول کو پورا فرمایا۔ اس کے بعد وزیر موصوف نے حاضرین سے حضرت مہتمم صاحب کی ملاقات وتعارف کا فرض انجام دیا۔ وزیر موصوف کی اس مہمان نوازی کے پورے کردار میں جو دینی روح کام کر رہی تھی، وہ ہر ہر قدم پر نمایاں نظر آ رہی تھی، اور یہی چیز درحقیقت اس پوری مجلس کی روح تھی، جس سے ہر شخص اپنے قلب میں ایک ناقابل اظہار مسرت محسوس کر رہا تھا۔ وزیر موصوف کی گراں قدر روایات میزبانی ناقابل فراموش ہیں۔

وزیر موصوف اصلاً ہندوستانی ہیں، آپ کا وطن الہ آباد، یوپی ہے۔ آپ کے والد نے اولاً برما میں سکونت اختیار فرمائی، اور ہونہار صاحب زادہ نے اِس نئی وطنیت کا اپنی گراں قدر ملی اور وطنی خدمات سے حق ادا فرمایا، فرما رہے ہیں۔

دارالعلوم تانبوے کا معائنہ اور طلبہ میں کپڑا تقسیم:

''دارالعلوم تانبوے رنگون'' کے ناظم عالی جناب، مفتی ''محمود داؤد یوسف'' صاحب کی دعوت پر حضرت مہتمم صاحب مدرسہ میں تشریف لے گئے ہیں، جہاں طلبۂ مدرسہ کو کپڑے تقسیم کیے گئے۔

وہاں سے واپس آ کر آپ نے ''مدرسہ رونق الاسلام'' کا معائنہ فرمایا۔ شب میں بعد نماز عشاء آپ نے ۲۹؍ اسٹریٹ میں آپ نے تقریر فرمائی۔

مولانا ابراہیم مظاہری اور اردو ادب کا ذوق:

مولانا ابراہیم صاحب مظاہری نے اپنے مؤقر اخبار ''دور جدید'' کے دفتر میں آنے کی حضرت مہتمم صاحب کو دعوت دی، جہاں چائے وغیرہ سے تواضع فرمانے کے بعد مولانا موصوف نے دفتر اور پریس دکھلایا۔ ''دور جدید'' برما میں واحد سنجیدہ مسلم اخبار ہے، جو اردو میں نکلتا ہے، جس میں مولانا مظاہری صاحب کے جدت طراز قلم سے نکھری ہوئی اردو میں وقت کے اہم سیاسی اور اجتماعی مسائل پر سنجیدہ مضامین نکلتے ہیں۔

اردو ادب کا بلند ترین مذاق شاید سرزمین برما میں مولانا مظاہری ہی کی خصوصیت ہے۔ شگفتہ وپُر مزاح گفتگو، متین ووقیع انداز نگارش، اور غیر دینی ماحول میں مسلک صحیح پر ادنیٰ سے ادنیٰ اونچ نیچ برداشت نہ کرنا موصوف کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

''دور جدید'' کے ساتھ ایک ہفت روزہ ''استقلال'' بھی مولانا مظاہری صاحب کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا، جس کو اب آپ نے ایک ''دینی ماہنامہ'' میں نئے مذاق کے مطابق تبدیل کر دیا ہے۔ ''دور جدید'' سے عام مسلمانانِ برما کو علمی اور دینی فوائد کے علاوہ اکابر واردین وصادرین سے بھی استفادہ کا موقع مل جاتا ہے، جس کی وجہ سے ہم نے برما کے ہر علاقہ میں مولانا کے لیے عوام میں جذبات میمونیت پائے۔

چائنا اسٹریٹ میں خطاب:

حضرت مہتمم صاحبؒ نے ''چائنا اسٹریٹ'' میں خطاب عام فرمایا، جس میں

راقم الحروف کسی وجہ سے شرکت نہ کرسکا۔

مغل اسٹریٹ میں بیان:

''مغل اسٹریٹ'' کے باشندگان نے حضرت مہتمم صاحب کو عوامی جلسہ میں بعد نماز عشاء دعوت دی، جسے قبول فرمایا، اور شب میں تقریر ہوئی، جس سے تخلیق بنی آدم کے مقصد پر حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی۔

نماز ظہر کے بعد طے شدہ پروگرام کے مطابق ''مجلس اصلاح نسواں، رنگون'' کی جانب سے اہلیہ محترمہ حضرت مہتمم صاحب کے اعزاز میں خواتین رنگون کا عظیم الشان اجتماع ''برما مسلم ہائی اسکول'' میں منعقد ہوا۔

اس تاریخی اجتماع کی تفصیل جنرل سکریٹری مجلس اصلاح نسواں محترمہ ''زکیہ خانم'' صاحبہ کی رپورٹ مطبوعہ ماہنامہ ''استقلال'' رنگون، شمارہ: فروری ۱۹۵۷ء سے بلفظہ ماخوذ ہے، جس کو تاریخ وار تسلسل کی خاطر یہاں کے بجائے اخیر صفحات میں دیا جارہا ہے۔

۱۹؍جنوری میں مدرسہ نور الاسلام کا معائنہ:

دن میں حضرت مہتمم صاحب نے سورتی برادری رنگون کے ''مدرسہ نور الاسلام'' کا معائنہ فرمایا۔ اس مدرسہ میں زیادہ تعداد سورتی برادری ہی کے بچوں اور بچیوں کی ہے۔ حضرت مہتمم صاحب نے بعض بچوں کا امتحان لیا، اور اس کے بعد کچھ مناسب مشورے پیش فرمائے۔

مدرسہ میں دینی تعلیم کو اہمیت حاصل ہے، اور ساتھ ہی معاشی علوم، اور مقامی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ سورتی برادری کے ہر فرد کو اس درس گاہ سے

وابستگی ہے، اور ہر ہر فرد اس کی ہر خدمت کے لیے کمر بستہ نظر آتا ہے۔ مسٹر اسماعیل باگیا صاحب بھی اس کے خصوصی ارکان ومعاونین میں ہیں۔

شیخ بشیر کی پررونق عشائیہ:

بعد نماز مغرب عالی جناب شیخ محمد بشیر صاحب، مالک برما ربڑ فیکٹری نے حضرت مہتمم صاحب کے اعزاز میں نہایت بلند پیمانہ پر دعوت طعام دی، جس میں وزراء، امراء، تجار، عوامی رہنما اور تمام مسلم برادریوں کے معززین کو شاندار طریقہ پر مدعو کیا گیا۔ دعوت باغیچہ میں دی گئی، بجلی کے مختلف الالوان قمقموں سے باغیچہ کو بقعۂ نور بنایا گیا تھا۔ ساتھ ہی تقریر کے لیے دوسرے الوان میں عمدہ پیمانہ پر انتظام تھا۔ نماز مغرب اور معمولات سے فارغ ہوکر کھانا کھایا گیا۔ کھانے کی میزوں میں حضرت مہتمم صاحب کی میز پر تین کرسیاں لگائی گئیں: ایک حضرت قبلہ کی، اور اس کے دوطرفہ وزراء کی، ایک جانب مسٹر عبد اللطیف، وزیر عدل وانصاف حکومت برما، اور دوسری جانب مسٹر عبد الرشید صاحب، وزیر معدنیات حکومت برما۔ اول الذکر دیر سے تشریف لائے؛ اس لیے حضرت ممدوح کا تخاطب وزیر صاحب معدنیات سے ہی رہا۔ اسی گفتگو میں دار العلوم کی رقم چندہ کی منتقلی کی بنیاد پڑی۔ حضرت ممدوح نے وزیر صاحب سے فرمایا کہ: اہل برما کے دلی جذبات دار العلوم کی مالی خدمت کے لیے ابھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے رقوم کی فراہمی شروع کردی ہے، اور تیزی سے اس کام کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوجائیں گے، اور دار العلوم کی ایک بڑی خدمت ہوجائے گی؛ لیکن ان خدمات کو کامیاب بنانا آپ کے ہاتھ

میں ہے، آپ چاہیں، تو اس خدمت کو بے نتیجہ اور بے اثر بنادیں، اور چاہیں تو نتیجہ خیز۔ اس پر ممدوح اک دم متوجہ ہوے۔ حضرت قبلہ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوے فرمایا کہ: اہم مسئلہ فراہمیٔ رقوم کا نہیں؛ منتقلیٔ رقوم کا ہے، کہ وہ برما سے ہندوستان منتقل ہوجائیں، اور یہ بلاشبہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

(حضرت نے تقریر جاری رکھتے ہوے فرمایا): مجھے اس سے انکار نہیں کہ مصارف خیر برما میں بھی کافی ہیں، اور یہاں کے غریب باشندے یہاں کی رقوم کے اولین مستحق بھی ہیں۔ مجھے اس سے بھی انکار نہیں کہ ملک کی رقم بہت حد تک ملک ہی میں رہنی چاہیے، (یہ نظریہ چوں کہ یہاں کی حکومت کا بھی تھا، اور پبلک کے عام سر برآوردہ لوگوں کا بھی؛ اس لیے اس کی رعایت سے مذکورہ جملے فرمائے گئے)؛ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اور جناب بھی غالباً یہی سمجھے ہوے ہوں گے کہ: دار العلوم دیوبند جیسا مرکزی ادارہ اس سے مستثنیٰ ہونا چاہیے؛ کیوں کہ شاخوں کی قوت مرکز ہی سے ہوتی ہے۔ اگر سرچشمہ خشک ہوجائے، تو شاخوں میں تری باقی نہیں رہ سکتی؛ اس لیے ہر اس مقام کا جو اس مرکز سے کسی درجہ میں بھی مستفید ہو، ناگزیر فریضہ مرکز کی تقویت واعانت ہے۔

اسی لیے عامتاً مسلم حکومتوں نے بھی باوجود مذکورہ نظریہ رکھنے کے اپنی اعانتوں سے دار العلوم کو فراموش نہیں کیا؛ حالاں کہ وہاں بھی اہل ضرورت کی کمی نہ تھی۔ افغانستان نے پچاس ہزار روپیہ سے اس کی امداد کی، جب کہ میں کابل پہونچا۔

سعودی حکومت نے سلطان سعود کی تشریف آوریٔ ہند پر دار العلوم کو پچیس ہزار روپیہ کا عطیہ دیا۔ میری حاضریٔ حجاز کے موقع پر مکہ مکرمہ کی پبلک کے بعض حساس لوگوں نے دار العلوم کو پانچ ہزار روپیہ دیا۔

مصر کی حکومت نے سال گزشتہ دار العلوم کو بیس ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔ ترکی حکومت کے سلطان (رشاد خامس) نے اپنے دور خلافت میں دار العلوم کو قیمتی کتابوں اور خرقۂ مبارک کے عطیہ سے نوازا۔ نہ اس لیے کہ اِن حکومتوں میں مستحقین نہ تھے؛ بلکہ اس لیے کہ ایک علمی اور عرفانی مرکز، جو پوری دنیائے اسلام کو علمی روشنی پہونچا رہا ہے، ہر ہر جگہ کی اعانت کا براہِ راست مستحق ہے کہ اس کی روشنی سے کوئی خطہ محروم نہیں ہے۔

آج برما کے علمی ادارے بلاشبہ برما کی اعانتوں کے مستحق ہیں؛ لیکن جب کہ ان ہی علمی اداروں میں فیض رسانی کرنے والی شخصیتیں خود دار العلوم اور اس کی شاخوں کے فضلاء کی ہیں، تو اس صورت میں دار العلوم کی اعانت، درحقیقت ان مقامی اداروں کی ہی اعانت ہے؛ ورنہ اگر مرکز کمزور ہوجائے، اور وہیں فضلاء کی پیداوار بند ہوجائے، تو فروعات کی زندگی ہی کب تک باقی رہ سکتی ہے؟؛ اس لیے مرکز کی اعانت میرے نزدیک اس نظریہ کے خلاف نہیں کہ ملک کی رقم ملک ہی کے اداروں میں جائے، جب کہ یہ ادارے مرکز ہی سے بنتے ہیں۔ اور اس کی سرسبزی سے سرسبز رہ سکتے ہیں؛ اس لیے آپ اس نظریہ کے حامی رہتے ہوے بھی مرکز کی اعانت سے دست کش نہیں رہ سکتے۔

اس پر وزیر صاحب نے متاثرانہ لہجہ میں فرمایا کہ: بلاشبہ میرے نزدیک بھی دار العلوم بہر حالت ہماری ہر اعانت کا حق دار ہے، اور اس میں منتقلی رقوم کے سلسلہ میں کوشش کروں گا۔ مناسب ہوگا کہ اس سلسلہ میں مسٹر عبد اللطیف صاحب، وزیر عدل وانصاف سے بھی تذکرہ فرمالیا جائے۔

اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ: ان سے میں عرض کرچکا ہوں، اور مکرر عرض

کروں گا۔ یہیں سے اس مہم مسئلہ (منتقلی رقوم) کے حل ہونے کی بنیاد پڑی۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد داعیٔ محترم شیخ بشیر صاحب نے مخلصانہ انداز میں فرمائش کی کہ: ہم حضرت کی زبان سے مسئلۂ توحید کی حقیقت، اور دار العلوم کی تفصیلی تاریخ سننا چاہتے ہیں۔ پہلے سے یہ پروگرام اگرچہ حضرت قبلہ کے علم میں نہیں تھا؛ لیکن منظور فرمالیا، اور دونوں موضوعات پر نہایت جامع تقریر فرمائی۔ یہ پہلی تقریر تھی کہ جس نے باشندگانِ رنگون کو دار العلوم کی عظمت سے واقف کیا، اس نئی حقیقت کے علم میں آنے سے ہر شخص مسرت وحیرت، اور دار العلوم کے لیے جذبات عقیدت لے کر رخصت ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی ذَالِکَ.

دار العلوم تانبوے میں عظیم الشان اجتماع:

حضرت مہتمم صاحبؒ نے جناب مولانا مفتی محمود احمد صاحب سرپرست مدرسہ کی دعوت پر دار العلوم تانبوے رنگون کے عظیم الشان اجتماع میں شرکت فرمائی، جو حضرت مہتمم صاحب کے خیر مقدم میں دار العلوم ہذا کی جانب سے منعقد کیا گیا تھا۔ مدرسہ کا ہال اور برآمدے حاضرین سے پُر تھے۔

صبح ۸/ بجے یہ جلسہ شروع ہوا، اجلاس کی صدارت جناب مولانا مفتی اسماعیل محمد گورا صاحب نے فرمائی۔ قراءت قرآن کریم کے بعد طلبہ نے ایک عربی ترانہ پڑھا، اس کے بعد بعض طلبہ نے عربی مکالمہ پیش کیا، اور پھر ایک عربی تقریر کی، بعد ازاں مولانا فضل اللہ صاحب، مدرس دار العلوم نے ایک تحریر، جو تشکر وامتنان اور کوائف مدرسہ پر مشتمل تھی، پڑھی، اس کے بعد سرپرست مدرسہ کی جانب سے درج ذیل اشعار تہنیت پیش کیے گئے:

گلہائے تہنیت

بعالی جناب، حکیم الاسلام، خطیب ملت
حضرت علامہ قاری ''محمد طیب'' صاحب مدظلہ العالی
مہتمم اعلیٰ جامعہ عالیہ ''دار العلوم'' دیوبند

پیش کردہ: محمود داؤد یوسف
خادم جامعہ عربیہ دار العلوم تانبوے، رنگون

اے میرِ کاروانِ حق، اے حاملِ قرآں — تو ہے جہانِ علم وہدایت کا اک نشاں
لیتا ہے تجھ سے درس زمانہ حیات کا — اب مٹ رہا ہے دم سے ترے جہل کا نشاں
حاصل ہے تجھ سے علم نبوت کو اب فروغ — سیراب تجھ سے رشد وہدایت کے تشنگاں
انسانیت کو ناز ہے تیرے وجود پر — سنتی ہے خلق تجھ سے شرافت کی داستاں
محبوبِ تھانویؒ ہے تو اے مردِ باخدا — آماہ جگاہِ خلق رہا جن کا آستاں
اس قاسم علوم کا ورثہ تجھے ملا — جو تھا قلوب اہلِ معارف پہ حکمراں
کیوں کر نہ تیری مدحت بے لوث ہو عزیز — قائل ہے تیری عظمت ورفعت کا اک جہاں
تھی منتظر ورودِ سعادت کی یہ زمیں — آمد سے تیری ہوگئی ہم رنگ آسماں
معمور فرخی ہے فضائے لطیف آج — ارباب جامعہ بھی ہیں مسرور وشادماں
کرتا ہے رشک ہم پہ زمانہ اسی لیے — ہم میں ہے آج ایک خطیب سحر بیاں
محمود کی دعا ہے بہت پر خلوص یہ — سایہ دراز تیرا کرے رب دو جہاں
ہر وقت ہو جہاں میں ترقی سے ہم کنار — اور ہو نگاہِ اہل خرد میں عظیم شاں

تجھ پر نوازشوں کی یہ بارش رہے مدام	تا حشر تیرے فیض سے سیراب ہو جہاں
ہو جائے ہر نفس تیرا اسلام کے لیے	حاصل ہو ہر قدم پہ رضائے خدائے جاں
رحمت خدا کی سایہ فگن تجھ پہ ہو مدام	سیراب تجھ سے ہوتی رہے خلق صبح وشام

اور پھر خودسر پرست صاحب نے مندرجہ ذیل نامۂ سپاس پیش فرمایا:

اعزازیہ

بعالی مرتبت، مفکرملت، خطیب امت

حکیم الاسلام، حضرت علامہ حافظ قاری ''محمد طیب'' صاحب، مدظلہ العالی

مہتمم اعلیٰ جامعہ عالیہ ''دارالعلوم'' دیوبند

و

مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدرس جامعہ مذکور

السلام علیکما ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر! آج اس مسرت زا موقع پر ہمارے قلوب فرحت وانبساط کے لطیف احساسات سے معمور ہیں کہ ہمیں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص وجاں سپار خادم، فرزندانِ توحید کے ممدوح، ایشیا کے عظیم علمی ومذہبی دارالعلوم کے مہتمم، عاشق زار محمد، افکار اسلام کے بحر محیط، مجاز حضرت حکیم الامت تھانویؒ، اور امت مسلمہ کے ایک باوقار خطیب وادیب کوخوش آمدید کہنے کا زرّیں اور قابل

فخر موقع میسر ہورہا ہے۔ یہ ہماری انتہائی سعادت نصیبی ہے کہ ہند کے ایک باوقار زعیم، اور ملت اسلام کے ایک عظیم مفکر کوخوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ شعر:

حبذا اہلاً و سہلاً مرحبا خوش آمدید
گردنِ ما ہست زیر بار احسانِ شما

ترجمانِ ملت! ایک طویل عرصہ سے یہ آنکھیں ان نورانی صورتوں کی دیدار کے لیے مضطرب تھیں، بحمداللہ! وہ روز سعید آپہونچا۔ آج ہماری بے چین نگاہیں ہند کے عظیم دینی رہنما کی دید سے فیض یاب ہورہی ہیں، اور ہماری تمناؤں کی شاداب کلیاں مسکرارہی ہیں، اس وقت ہمارے قلوب کیف ونشاط کے وجد آفریں جذبات سے لبریز ہیں، کہ ایشیا کی عظیم ملی درس گاہ کے مدیر اعلیٰ ہم میں تشریف فرما ہیں، اور بزم رنگین کی نزہتیں ان پر نثار ہورہی ہیں۔

خطیب امت! ایشیا کے اس عظیم علمی ومذہبی ''دار العلوم'' کے فیوض وبرکات کا کون انکار کرسکتا ہے، جس کے آپ مہتمم اعلیٰ ہیں۔ آج اس اعتراف پر ناز ہے کہ ہمارا دارالعلوم بھی اسی شجرۂ طیبہ کے خوشہ چینوں میں سے ایک ہے، جسے قاسمؒ علم وعمل نے لگایا تھا۔ ہمیں کہنے دیجیے کہ دارالعلوم دیوبند کو بامِ عروج تک پہونچانے کے پسِ پشت آپ کی مخلصانہ دینی وعلمی کاوشیں نمایاں طور پر کارفرما رہی ہیں۔

مفکرملت! ہمارا آپ کوخوش آمدید کہنا ان کہنہ اورفرسودہ روایات کا حامل نہیں ہے، جن میں سے کسی بھی مہمان کواس کی علمی، ادبی، سیاسی؛ خدمات کے پیش نظر ایک عدد سپاس نامہ نذر کردیا جاتا ہے؛ بلکہ ہمارے اس ہدیۂ تبریک پیش کرنے کے پس منظر خلوص ومودت کے وہ انمٹ تعلقات کارفرما ہیں، جو آپ کے اور

اساتذۂ جامعہ کے درمیان قائم ہیں۔

ہم قلبی اخلاص کے ساتھ مولانا محمد سالم صاحب قاسمی کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں، جن کی علمی کاوشیں فرزندانِ ہند کو سیراب کررہی ہیں۔ اخیر میں ہم آں جناب اور مولانا محمد سالم صاحب کی اس تکلیف فرمائی پر بہ صمیمِ قلب ممنون وشکر گزار ہیں، اور دعوات صالحہ کے متمنی۔

انتہائی خلوص قلب سے ہماری دعا ہے کہ جناب اور جناب کے رفقاء دین ودنیا کی ترقیوں سے ہمیشہ ہم کنار ہوں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان روابط قلبی اور روحانی میں اضافہ ہوتا رہے، اور فرزندانِ توحید تا ابد آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ومنتفع ہوتے رہے ہیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

پیش کردہ: ادارۂ جامعہ عربیہ دارالعلوم تانبوے، رنگون۔

جس کے جواب میں حضرت مہتمم صاحب نے جوابی تقریر فرمائی، جو تشکر وامتنان کے ساتھ مقصد علم اور منصب علماء کے اہم حقائق پر مشتمل تھی۔ یہ تقریر دو گھنٹے جاری رہی۔

شب میں سہ روزہ معمول کے مطابق شہری اجلاس عام ایڈورڈ اسٹریٹ میں منعقد ہوا، چوں کہ آج دن میں بھی ایک طویل تقریر دارالعلوم تانبوے میں ہوچکی تھی؛ اس لیے حضرت مہتمم صاحب نے ''ایمان کامل'' کے موضوع پر اور ایام کے مقابلہ میں بلحاظِ وقت کم؛ لیکن جامع اور مدلل تقریر فرمائی، الحمدللہ! سامعین کے لیے نہایت ہی نشاط اور ایمانی فرحت کا سبب ثابت ہوئی۔ گیارہ بجے یہ

اجلاس ختم ہوگیا۔

عورتوں کے اجتماع میں خصوصی خطاب:

جناب حاجی غلام محمد صاحبؒ (تاجر رنگون) اور رکن خصوصی جماعت تبلیغ کی دعوت پر حضرت مہتمم صاحب نے عورتوں کے خصوصی اجتماع کو بعد ظہر خطاب فرمایا۔ رنگون میں ویسے تو ہر اجتماع میں مستورات کے لیے انتظام ہوتا تھا؛ لیکن مستورات کا صرف یہ پہلا ہی اجتماع تھا، جس میں میمن اور سورتی برادری کی مستورات بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئیں، اور حضرت مہتمم صاحب کی دل نشیں تقریر سے ترقی ایمانی اور جذبۂ عمل کا عظیم سرمایہ لے کر واپس ہوئیں۔

دو روز کی مسلسل اور بلا فصل تقریروں سے چوں کہ تعب ہوگیا تھا؛ اس لیے شب کے اجتماع عام منعقدہ بازار بلاک ۲۵/اسٹریٹ میں تقریر کے لیے راقم الحروف کو امر فرمایا گیا، جس کی تعمیل کی گئی۔ احقر کی تقریر کے بعد حضرت مہتمم صاحب نے چند کلمات تبرکاً فرمائے، اور پھر دعا پر کارروائی جلسہ ختم کردی گئی۔

کانڈو گلے اسٹریٹ میں اجلاس عام:

حضرت مہتمم صاحبؒ تقریر سے احتراز فرما چاہتے تھے؛ لیکن محبین کے اصرار پر بہر حال آمادہ ہونا پڑا، اور کانڈو گلے اسٹریٹ میں اجلاس عام کو آپ نے خطاب فرمایا۔

آج رنگون میں قیام کا چھبیسواں روز ہے، کل ۲۳/جنوری سے بیرونِ رنگون کا سفر شروع ہورہا ہے، جس میں سب سے پہلے مانڈلے روانگی طے کی گئی ہے۔

''مانڈلے'' برما کا رنگون کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے، اور رنگون سے قبل برما کی

''راجدھانی'' بھی مانڈلے ہی رہا ہے۔ راجائی دور کے آثار قدیمہ ابھی تک وہاں کھڑے ہوئے درس عبرت دے رہے ہیں۔ میلوں میں پھیلا ہوا قدیم شاہی قلعہ اپنی شکستہ دیواروں اور ویران محلات شاہی کے ساتھ دنیا کی بے ثباتی وبے دوامی کا دوامی ماتم کرر ہا ہے۔ قدیم بدھسٹ عبادت گاہوں کے لیے بھی یہ شہر مشہور ہے۔ بدھسٹ عبادت گاہیں، جس کو برمی زبان میں ''پھیا''، اور انگلش میں ''پیگوڈا'' کہتے ہیں، یہاں قدم قدم پر نظر آتی ہیں۔ اور اسی طرح بدھ مذہب کا تارک الدنیا طبقہ، جسے ''پھونگی'' کہتے ہیں، یہاں بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ پھونگیوں کا لباس زرد رنگ کا ہوتا ہے، ایک زرد لنگی باندھے ہوئے، اور ایک زرد لنگی اوڑھے ہوئے یہ تارکین دنیا اس پلید دنیا کی ہر ''عبرت گاہ''، جیسے: سنیما، تھیٹر، ہوٹل، رقص گاہوں، بازاروں، پارکوں، کلبوں وغیرہ میں بہ تعداد کثیر تشریف لے جاتے ہیں، اور نہیں کہا جاسکتا کہ: روزانہ اور بلاناغہ کی اِن عبرت پذیریوں سے اُن کے قلوب کس قدر مصفی اور مزکی ہو چکے ہوں گے۔ اور بالخصوص جب کہ ان کے روٹی کپڑے کا غم دنیا کی قوم کے ذمہ ہے، اور قوم کی تفریحی مصیبتیں ان غریبوں کے ذمہ پڑی ہوئی ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا أُولِی الْأَبْصَارِ.

۲۳؍جنوری کو مانڈلے کا سفر:

مانڈلے کا سفر عالی جناب مفتی محمد اسماعیل محمود صاحب، فاضل دیوبند، خطیب سورتی سنی جامع مسجد مانڈلے کی خصوصی دعوت پر ہوا۔ حضرت مہتمم صاحب نے اس سفر میں اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ نہیں فرمایا تھا؛ لیکن مفتی صاحب موصوف مانڈلے سے ہوائی جہاز سے بذات خود تشریف لائے،

اور اہلیہ محترمہ کو ساتھ رکھنے پر اصرار فرمایا، اور مانڈلے کی مستورات کی جانب سے عمومی دعوت پیش فرمائی، جس پر حضرت مہتمم صاحب تیار ہو گئے۔ رنگون سے صبح چھ بجے بذریعہ ریل مانڈلے کے لیے روانگی ہوئی۔ دو کمپارٹمنٹ ریزرو کرا لیے گئے تھے، ایک میں حضرت مہتمم صاحب بمعہ اہلیہ محترمہ اور راقم الحروف تھے، اور دوسرے میں رفقائے سفر، یعنی جناب مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری، مفتی محمود یوسف داؤد صاحب، اسماعیل باگیا صاحب، یوسف گورا صاحب؛ تھے۔ رنگون سے مانڈلے کی مسافت تقریباً ۴۵؍میل ہے، لائن چھوٹی ہے، اور ریل سست رفتار، اور مزید برآں یہ کہ باغیوں کی ہلاکت خیز سرگرمیوں کی وجہ سے ریل نہیں چل سکتی؛ اس لیے صبح چھ بجے رنگون سے چل کر گاڑی شام کو چھ بجے ''پمنا'' جنکشن پر رات بھر کھڑی رہتی ہے، اور صبح چھ بجے پھر چل کر شام کو سوا چار بجے مانڈلے پہونچتی ہے۔ اس طرح یہ سفر اچھا خاصا طویل سفر بن جاتا ہے۔ رفقائے سفر کی خوش مذاقی نے سفر کو کافی دل چسپ بنائے رکھا، بالخصوص مولانا مظاہری صاحب اس پورے سفر کی تمام تر دل چسپیوں کی روح رواں رہے، اور برما کے مختلف علاقوں کی رنگ برنگی اردو کے نادر نمونے جب وہ اپنے شگفتہ مزاجی کے ساتھ پیش فرماتے، تو مجلس زعفرانِ زار بن جاتی ہے۔ مثلاً: رنگونی اردو کا ایک نمونہ، بطور نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو، تذکیر و تانیث کے جھمیلوں اور حاضر و غائب کے فرق سے رنگونی اردو بَری ہے، ایک ملاقاتی جب کسی دوسرے سے محض ملاقات کی غرض سے بلا کسی غرض سے، بلا کسی ضرورت کے جاتا ہے، تو صاحب خانہ اس سے استفسار کرتا ہے:

صاحب خانہ: کیا واسطہ آیا بھائی؟

آنے والا: بس کھالی کھالی آیا ہے۔

صاحب خانہ: نہیں، کائیکو آیا؟

آنے والا: جھوٹ موٹ آیا ہے۔

اور جھوٹ موٹ پر صاحب خانہ مطمئن ہوجاتا ہے۔ جھوٹ موٹ کے ان معانی کی دریافت سرزمین برما کے علاوہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں نہ ہوسکی۔

شام کو چھ بجے ''پمنا'' اسٹیشن پر مقامی مسلمانوں کا ایک بڑا مجمع موجود تھا، چوں کہ پروگرام ''دور جدید'' میں بالتفصیل شائع ہوچکا تھا؛ اس لیے اس شب گزاری کی قیمت کے طور پر شہر میں جلسۂ عام کا انتظار کرایا گیا تھا؛ چناں چہ حضرت مہتمم صاحب تشریف لے گئے، اور بعد عشاء جامع مسجد پمنا میں آپ نے تقریر فرمائی۔ گیارہ بجے واپس پہونچ کر گاڑی میں آرام فرمایا۔

مانڈلے میں خطاب اور مفتی اسماعیل قاسمی کی سعی مشکور:

شام ۴؍ بجے مانڈلے پہونچے۔ یہاں حضرت مہتمم صاحب کے میزبان محترم، عالی جناب سیٹھ موسیٰ بھیکو صاحب تھے، موصوف اپنی عالی حوصلگی اور دینداری کی وجہ سے علاقہ کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چھ روزہ قیام میں آپ نے روایتی انداز میں حق میزبانی ادا فرمایا، اور اپنی بے تکلف اور سادہ منشی اور دل چسپ انداز گفتگو سے بہت جلد سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ نیز دارالعلوم کی مالی اعانت میں آپ نے سب سے پہلے اقدام فرما کر دوسروں کے لیے ایک اسوۂ حسنہ قائم فرمایا، جس کے نتائج نہایت کامیاب رہے۔

مانڈلے میں حضرت مہتمم صاحب کی اولین تقریر جامع مسجد سورتی میں ہوئی، جس نے پورے شہر واطراف میں ایک دینی چہل پہل پیدا کردی۔ داعیٔ

محترم جناب مفتی اسماعیل صاحب اس مسجد میں خطیب ہیں۔ موصوف اس دور دراز مقام پر ایک فاضل دارالعلوم دیوبند کی حیثیت سے بڑی پختگی کے ساتھ اکابر کے مسلک صحیح اور ان کی روایات صلاح کو تھامے ہوئے ہیں، جس کے طبعی نتیجہ کے طور پر مانڈلے اور اس کے اطراف کے لوگ مولانا موصوف سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔

مفتی صاحب موصوف نے دارالعلوم دیوبند کی مالی معاونت کے سلسلے میں جو شب وروز لگ کر عظیم خدمات اس عرصہ میں انجام دیں، وہ لائق صد ہزار تشکر ہیں۔ یہ موصوف ہی کی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ مانڈلے اور اطراف سے صرف چھ روز کے عرصہ میں حضرت مہتمم صاحب کی شخصیت سے غیر معمولی وابستگی کو دیکھ کر دارالعلوم کی مالیات کے سلسلہ میں بروقت فائدہ اٹھاتے ہوئے اِس علاقہ سے بیالیس ہزار روپیہ کی رقم جمع فرمائی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا أَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

مانڈلے کے گردونواح کی زیارت:

مانڈلے کے قیام میں، قیام مختصر ہونے کی وجہ سے بلافصل ہر روز تقریریں ہوئیں۔ قیام کے اس اختصار ہی کی وجہ سے مفتی اسماعیل صاحبؒ نے شہر کے صرف مرکزی مقامات ہی کا پروگرام مرتب ومنظور فرمایا تھا۔ شہر کی مختلف نواح کی کثیر دعوتوں کو رد کردینے کے باوجود، حضرت مفتی صاحب وعدے کے باوجود درمیان کا کوئی دن فارغ نہ رکھ سکے۔ اور خود حضرت مہتمم صاحب نے بھی مفتی صاحب کی پرجوش مساعی کا احترام فرماتے ہوئے پروگرام میں ترمیم نہیں فرمائی، اور بلاناغہ تقریروں پر خلاف عادت آپ تیار ہوگئے۔ اطراف سے کثیر تعداد میں

آنے والے حضرات کی پر جوش خواہش تھی کہ اپنے اپنے مقامات پر بھی حضرت مہتمم صاحبؒ کو لے جائیں؛ لیکن قلت وقت کے باعث صرف چند مقامات کا جانا اس طرح طے ہوا کہ دن میں بذیعۂ کار ان قریبی مقامات پر جانا ہوگا، اور قبیل مغرب واپسی ہوجایا کرے گی۔ چناں چہ اپر برما کے درج ذیل شہروں میں اسی طرح جانا ہوا، کہ صبح گئے اور شام کو واپس آگئے۔

سگائیں اور میمیو کی زیارت:

''سگائیں'': یہ ایک غریب اور زلزلہ سے تباہ حال بستی ہے۔ حضرت کی تشریف آوری سے یہاں کے لوگوں میں ایک حوصلہ وامید پیدا ہوئی۔

''میمیو'': یہ اپر برما کا پہاڑی شہر ہے، نہایت سرسبز وشاداب پہاڑ ہے، اور آبادی نہایت قرینہ سے ہے۔ یوپی اور پنجاب کے کافی لوگ برمی شہری کی حیثیت سے آباد ہیں، اور خوش حال ہیں۔ یہاں راقم الحروف کے سفر حج ۱۹۵۴ء کے برمی رفیق مسٹر محمد اسماعیل او بالے سٹی مجسٹریٹ سے ملاقات ہوگئی، نہایت محبت و مدارات سے پیش آئے؛ لیکن ملاقات کے اس اختصار نے دونوں ہی کو متاثر کیا۔

چوکسے نامی بستی میں خطاب عام:

''چوکسے'': یہ ایک مختصر سی بستی ہے، یہاں کے داعی جناب محمد حسین صاحب تھے، جن کا بستی کے اعیان میں شمار ہوتا ہے۔ موصوف نہایت باخیر لوگوں میں سے ہیں، آپ کا اصل وطن صوبہ سرحد (پاکستان) تھا؛ لیکن وسائل معاش نے یہاں پہونچا دیا، اور اب یہیں کے ہو رہے، اور بحمد اللہ! عزت وخوش حالی سے

ہمکنار ہیں۔

اسی طرح اور بھی چند مقامات پر صبح سے شام تک سفر ہوا؛ لیکن ہر شب میں مانڈلے واپسی، اور تقریر بلاناغہ رہی، جس سے الحمد للہ! ہر طبقہ متاثر بھی ہوا، اور ارباب دین کے لیے مستقبل کی اچھی توقعات بھی قائم ہوگئیں۔

۳۱؍جنوری کو مانڈلے اسٹیشن پر قیام:

صبح چھ بجے مانڈلے سے روانگی ہوئی، فرسٹ کلاس کے دو کمرے محفوظ تھے، جس کمرہ میں حضرت مہتمم صاحب نے سفر فرمایا، اس کو محبین نے رات بھر پھولوں سے سجایا، اور شب بھر کی اس گل کاری سے ریل کے اس ڈبّہ کو باغ وبہار بنا رکھا تھا۔ سیٹوں پر، پنکھوں پر، اوپر کی برتھ پر، دروازوں پر، غرض ہر سمت سے یہ ڈبہ پھولوں سے لدا ہوا تھا، ہوا کا ہر جھونکا ان پھولوں سے گزر کر شمیم محبت واخلاص سے روحوں کو خوش کام بنا رہا تھا۔

دن بھر سفر جاری رہا، چھ بجے سرشام حسب قاعدہ گاڑی ٹانگو اسٹیشن پر صبح تک کے لیے ٹھہر گئی۔ اہل شہر نے جامع مسجد میں جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا؛ چناں چہ سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں قفل لگا کر شہر چلے گئے۔ جلسہ سے فراغت کے بعد بارہ بجے آکر گاڑی ہی میں آرام فرمایا۔

یکم فروری مانڈلے سے رنگون واپسی:

یہ دن بھی سفر ہی میں گزرا، راستہ میں معلوم ہوا کہ رنگون سے چالیس میل ادھر شہر ''پیگو'' کا اسٹیشن باغیوں نے ڈائنامیٹ سے سے اڑادیا ہے، جس سے سب لوگوں کو زیادہ تشویش اس لیے ہوئی کہ اسی اسٹیشن سے گزر کر رنگون پہونچنا تھا، جہاں

چند گھنٹے لیٹ ہوجانے سے بعض اہم پروگراموں پر غیر معمولی اثر پڑ سکتا تھا۔

مولانا مظاہری صاحب نے اس بارے میں تحقیق شروع کی، فون کیا، بڑے عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ واقعہ تو صحیح ہے؛ لیکن اتنا ہولناک نہیں ہے، جتنا بتایا گیا۔ یعنی اسٹیشن کا ایک کمرہ اڑا دیا گیا ہے، اور چار آدمی اس حادثہ میں ہلاک ہوے، جن میں ایک اسٹیشن ماسٹر بھی شامل تھا۔

ساڑھے تین بجے شام کو رنگون پہونچے، جہاں باگیا فیملی کے ممبران اور دیگر حضرات منتظر تھے۔

سفر مولمین میں ہوائی جہاز خراب اور زبانِ خلق نقارۂ خدا:

پروگرام کے مطابق ''مولمین'' جانا تھا، نماز صبح سے پہلے ۵/ بجے میزبان محترم اسماعیل باگیا صاحب اپنی موٹر میں لے کر ائیر پورٹ روانہ ہوگئے، آدھے گھنٹے میں ہم لوگ رنگون کے جدید ترین خوب صورت ائیر پورٹ پر پہونچ گئے۔ رخصت کرنے والوں میں باگیا فیملی کے تمام ممبر شامل تھے، ساتھ جانے والوں میں مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری، جو اپنی باہمہ، بے ہمہ فطرت کے لحاظ سے سراپا انجمن ہیں، ان کی اس قافلہ میں شمولیت نے سفر کے لطف کو دوبالا کر رکھا تھا۔ مفتی محمود صاحب، اسماعیل باگیا صاحب، اور چند دیگر ممتاز حضرات تھے، ہوائی اڈے پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزارا، اور پونے آٹھ بجے ہمارا جہاز مائل پرواز ہوا۔ ستر میل کی مسافت بیس منٹ میں طے کرنے کے بعد ''پیگو'' شہر سے آگے بڑھ کر اچانک جہاز کی ٹنکی سے تیل گرنا شروع ہوا، اس خطرناک صورت حال کو ہوشیار پائلٹ نے فوراً بھانپ کر بلا تاخیر جہاز کا رخ واپس رنگون موڑ دیا، اور اس

کے بعد بہت ہی نرم لفظوں میں باہر نکل کر مسافروں کو اس کی اطلاع دی۔ صورت حال فی نفسہ خطرناک تھی، قدرتی طور پر لوگوں میں ہراس پیدا ہوا؛ لیکن بحمد اللہ! تھوڑی دیر کے بعد جہاز بخیریت رنگون ائیر پورٹ پر اتر گیا۔ زبان خلق نے عمومی طور پر اس کو حضرت مہتمم صاحبؒ کی عنداللہ کرامت شان پر محمول کیا۔ اولاً یقین دلایا گیا کہ جہاز نصف گھنٹہ میں ٹھیک ہوجائے گا، اس کے بعد ایک گھنٹہ، پھر ڈیڑھ گھنٹہ، غرض اسی طرح ساڑھے گیارے بجے تک حضرت مہتمم صاحب اور آپ کے رفقائے سفر نے انتظار کیا۔ اس دوران میں متعدد حضرات نے چاہا کہ واپس چلے جائیں؛ لیکن حضرت مہتمم صاحبؒ ہر ہر مرتبہ یہی فرماتے رہے کہ وعدے کی پابندی ضروری ہے، مولمین کے حضرات کو ہم لوگوں کے نہ پہونچنے سے سخت اذیت ہوگی؛ اس لیے انتظار فرمایئے۔ یہاں تک کہ پونے بارہ بجے اعلان کیا گیا کہ: جہاز اتنا بگڑ گیا ہے کہ وہ جانے کے قابل نہیں ہے؛ اس لیے اسے کینسل کردیا گیا۔ اب مجبوراً واپس ہونا ہی پڑا۔ اور حضرت مہتمم صاحب ''اَلْخَیْرُ فِیْمَا وَقَعَ'' (جو ہوا، بہتر ہوا) فرما کر عازم قیام گاہ ہوگئے۔ جیسے ہی لوگوں کو حضرت کی واپسی کی خبر ملی، اور واقعہ معلوم ہوا، فوراً آنے شروع ہوگئے، اور حق تعالیٰ کے شکریہ کے بعد بخیریت رسی پر مبارک باد پیش کی۔

اسی قدرتی مانع کے پیش آجانے پر اگر چہ نہ جانا غیر ارادی تھا؛ لیکن ''مولمین'' میں صبح پانچ بجے سے اڑھائی ہزار کا بھوکا پیاسا مجمع عظیم دو بجے تک اسی آس میں ہوائی اڈے پر بیٹھا رہا، کہ شاید کسی طیارے سے حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری ہوجائے، اور ان کی مشتاق دید نگاہیں زیارت سے مشرف ہوجائیں؛ لیکن ''وہی ہوتا ہے، جو منظور خدا ہوتا ہے''۔ ادھر حضرت مہتمم

صاحبؒ جہاز کے ٹھیک ہوجانے کی امید پر بارہ بجے تک زحمت انتظار فرماتے رہے؛ لیکن جب یہ اعلان ہوگیا کہ: آج جہاز نہیں جائے گا، تب بادل ناخواستہ، اور مولمین کے حضرات کی اس تکلیف پر غیر معمولی طور پر متاثر واپس قیام گاہ تشریف لائے۔ جہاز کے کینسل ہوجانے کی اطلاع مولمین دو بجے دی گئی، تب وہاں کا مجمع انتہائی تأسف کے ساتھ واپس ہوا، جس میں ہائی کمشنر اور کلکٹر ضلع، دیگر سرکاری مسلم افسران، عوامی غیر مسلم نمائندے اور بلا تخصیص مذہب عوام سب ہی شریک تھے۔ مولمین کے داعی جناب حافظ محمد حسین صاحب کا تار ملا کہ: ''مولمین'' کی تاریخ میں اتنا بڑا غیر معمولی مجمع ائیر پورٹ پر کبھی نہیں ہوا، ڈیڑھ سو موٹر کاروں پر جلوس نکالنے کا پرگرام تھا، جو تمام ہوائی اڈے پر آچکی تھیں۔ اور کوئی ممتاز شہری ایسا نہ تھا، کہ جو ہوائی اڈے پر نہ پہونچ گیا ہو، ڈیڑھ سو میل کی دریائی مسافتیں طے کر کے لوگ شرکت کے لیے آئے تھے۔ سرکاری افیسران دوسرے شہروں سے ہوائی جہاز سے استقبال کے لیے پہونچ چکے تھے؛ لیکن اللہ کا ارادہ سب کے ارادوں پر غالب ہے۔ اب درخواست ہے کہ مولمین کے لیے کوئی دوسری تاریخ دی جائے۔

حضرت مہتمم صاحب نے یہی فرمایا کہ: جس طرح بھی ممکن ہوگا، ایک روز کے لیے آپ کے یہاں حاضر ہوں گا، اور میں خود انتہائی متاسف ہوں۔ یہ مضمون بذریعہ خط مولمین روانہ کیا گیا۔

۶رفروری میں جزائری علاقوں کا دورہ:

بعد نماز مغرب مسٹر عبد اللطیف صاحب، وزیر عدل حکومت برما (برمی نام: ''اوکھے ماؤلا'') قیام گاہ پر تشریف لائے، آپ نے حضرت قبلہ سے درخواست

کی کہ: برما میں جو علماء و بزرگ آتے ہیں، وہ بڑے بڑے شہروں ہی سے واپس ہوجاتے ہیں، ڈیلٹا کے چھوٹے شہروں میں کوئی نہیں جاتا۔ وہاں کے لوگ ہم سے اس کی شکایت کرتے ہیں؛ اس لیے آپ براہِ کرم میرے ہمراہ پانچ روزہ دورہ ڈیلٹا کا کریں۔ یہ سفر میرے سرکاری اسٹیمر میں ہوگا؛ اس لیے ان شاء اللہ! راحت وآرام، اور تفریح کے ساتھ ہوگا۔

حضرت قبلہ نے اس پیش کش کو قبول فرمایا، اور پرگرام یہ طے ہوا کہ سات فروری کی صبح کو لطیف صاحب کے ہمراہ ان کے اسٹیمر سے ڈیلٹا کا دورہ ہو، اور بارہ کو رنگون واپس آئیں، پھر تیرہ کی صبح بذریعہ طیارہ مولمین جائیں، جس میں لطیف صاحب بھی شریک سفر ہوں گے۔ وہاں سے ۱۵رفروری کو طیارہ ہی سے واپس رنگون ہوں گے۔ پھر ۱۶رکو طیارہ ہی سے ''اکیاب'' جائیں، اور ۱۸رکو واپس رنگون آئیں گے۔

سلیمان مدھا صاحب نے حضرت قبلہ کے اعزاز میں ایک شاندار ڈنر دیا۔ ۸ربجے شب کو رنگون کے ممتاز علماء اور تجار کے علاوہ مسٹر عبد الرشید صاحب، وزیر معدنیات حکومت برما نے بھی شرکت فرمائی۔ پونے نو پر باگیا صاحب واپس قیام گاہ پر لے آئے۔ بعد نماز عشاء حسب معمول علمی مجلس ہوئی، جو ۱۱ر بجے تک جاری رہی۔

۷رفروری:

روداد سفر ڈیلٹا (برما):

۴ربجے صبح اٹھ کر ہم نے تیاریٔ سفر کی، اور ۵ر بجے موٹر سے بندرگاہ پہونچ

گئے، اسی وقت وزیر صاحب موصوف بھی پہونچ گئے۔ موٹر لانچ میں سوار ہوئے۔
حفاظتی انتظامات سرکاری طور پر کیے جاچکے تھے، اور باضابطہ مختلف مقامات پر وائرلیس سے اطلاعات دی جاچکی تھیں، اور برابر دی جارہی تھیں۔ یہ دومنزلہ نہایت خوب صورت اور محفوظ ترین لانچ تھی، وزیر صاحب موصوف نے اپنا خاص کمرہ حضرت قبلہ کو دیا، اور خود نیچے کی منزل میں رہے۔ نماز فجر لانچ میں پڑھی۔ یہ منظر نہایت روح پرور تھا کہ وزیر موصوف بذات خود نماز کے اہتمام میں مشغول تھے، صفیں وغیرہ خود بچھائیں۔ نماز کے بعد ناشتہ کیا گیا، اور پھر سب لوگ اپنے کمروں میں چلے گئے۔

راقم الحروف کا کمرہ وزیر صاحب کے کمرہ سے متصل تھا، اور اس سے متصل مولانا مظاہری صاحب تھے، بعض احباب اوپر آرام فرمارہے تھے۔ رفقائے سفر جناب عبداللطیف صاحب وزیر عدل، مولانا ابراہیم احمد مظاہری صاحب، اسماعیل باگیا صاحب، مولانا نور محمد صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، قاری احسن صاحب، برادر وزیر موصوف صاحب، اور چند دیگر احباب تھے۔

۹؍بجے اسٹیمر ''میوین'' پہونچا، یہ ضلع کا صدر مقام ہے، یہاں وائرلیس کی اطلاع پر حضرت قبلہ اور وزیر کے استقبال کے لیے کلکٹر ضلع اور سٹی مجسٹریٹ اور دیگر ملٹری آفیسر اور معزز اہل شہر نے اسٹیمر پر آکر خوش آمدید کہا۔ بیس منٹ بعد یہ لوگ رخصت ہوئے، اور پھر اسٹیمر روانہ ہوا۔

۲؍بجے مقام ''واکھیما ضلع میاؤں میا'' پہونچے، یہاں کے حضرات نے بھی پرجوش استقبال کیا۔ یہاں جہاز سے اترے، اور شہر میں نماز ظہر مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد مقامی جمع شدہ حضرات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کے

سربراہ نے کہا کہ:
حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری ہماری خوش قسمتی ہے؛ ورنہ اس غیر معروف بستی میں ہمیں کبھی اس کا تصور بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم حضرت کی زیارت سے مشرف ہوسکیں گے۔ یہ وزیر موصوف کا کرم اور حضرت مولانا مظاہری کی عنایت ہے۔ وزیر موصوف نے مزید کہا کہ: ۳؍فروری ۱۹۵۷ء کو مولمین جاتے ہوئے حضرت کا ہوائی جہاز بگڑ گیا، یہ حضرت کی کرامت کی دلیل ہے کہ تیل ٹپکنے کے باوجود جہاز بخیریت رنگون پہونچ گیا؛ ورنہ ایسے میں حادثہ یقینی ہوتا ہے۔
الحمد للّٰہ علی ذالک.

اس کے بعد لوگوں نے حضرت مہتمم صاحب سے اپنے یہاں کے لیے وقت کا مطالبہ کیا، جس پر وزیر صاحب نے واپسی میں ۱۰؍فروری کے ضروری چند گھنٹے دیے۔ راستہ میں ایک ہوٹل میں چائے پلائی گئی، اس کے بعد پھر تین بجے اسٹیمر میں سوار ہوئے۔ اور راستہ میں پھر حسب سابق حفاظتی گشتی جہازوں نے چاروں طرف گھومنا شروع کردیا۔ یہ تماشہ بذات خود ایک دل فریب منظر پیش کررہا تھا، جس سے برآمدے میں بیٹھے ہوئے سب حضرات لطف اندوز ہورہے تھے، اور مسٹر عبداللطیف بے حد مسرور اور خوش نظر آرہے تھے۔

شام کو پانچ بجے ہم لوگ میاؤں میاں پہونچے۔ یہ ایک کھلا ہوا سرسبز وشاداب شہر ہے، اور ضلع کا صدر مقام ہے۔ گودی پر عمائدین شہر اور سرکاری افسران کا ایک بڑا مجمع موجود تھا، جنہوں نے ہار پھول پہنا کر حضرت مہتمم صاحب کا استقبال کیا۔ ''میاؤں میا'' وزیر موصوف کا وطن بھی ہے، یہاں ان کے والد اور بھائی صاحبان رہتے ہیں، قیام سرکاری ڈاک بنگلے پر ہوا، نماز عصر

جامع مسجد میں پڑھی، اور پھر قیام گاہ پر چند منٹ ٹھہر کر وزیر موصوف کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وزیر موصوف کے والد محترم نے حضرت مہتمم صاحب کو خوش آمدید کہا، اور فرط مسرت سے آبدیدہ ہوگئے۔

یہ ''خاندان'' ہندوستانی الاصل ہے، فیض آباد کا رہنے والا ہے؛ اس لیے اردو صاف بولتے ہیں، رات کا کھانا یہیں کھایا، قبیل عشاء قیام گاہ پر آگئے۔ اور طے ہوا کہ ۹ر تاریخ کو یہاں اجتماع ہوگا، اور حضرت مہتمم صاحب ''بسین'' سے واپسی میں یہاں خطاب فرمائیں گے۔ اگر چہ انتظام آج بھی تھا؛ لیکن طویل سفر کے باعث آج کی شرکت جلسہ سے حضرت قبلہ نے معذرت فرمائی، اور وزیر موصوف کے فرمانے پر احقر راقم الحروف نے اس جلسہ میں تقریر کی۔ علی الصبح پھر یہ قافلہ اسٹیمر پر سوار ہوگیا اور عازم ''بسین'' ہوگیا؛ کیوں کہ نماز جمعہ وہیں ادا کرنی تھی۔

۸ر فروری کو بسین میں پرتپاک استقبال:

صبح سات بجے یہ خوب صورت اسٹیمر، یا بقول مولانا مظاہری صاحب: ''دریائی گھوڑا''، اپنی دریائی بادرفتاری کے ساتھ ''بسین'' کی جانب روانہ ہوگیا۔ ساڑھے دس بجے بسین کے کنارے لگا۔ یہاں متعدد ممبرانِ پارلیمنٹ ''پھاساپالا'' (برسر اقتدار پارٹی) کے ممتاز رہنما، اور دیگر عمائدین اور تجار اور علماء نے حضرت مہتمم صاحب کا پرتپاک استقبال کیا، جن سے مسٹر عبد اللطیف صاحب، وزیر تعارف کراتے رہے۔ اسٹیمر سے اتر کر حضرت مدظلہ کو مع رفقاء سرکٹ ہاؤس (قیام گاہ) لے جایا گیا۔ یہ لکڑی کی بنی ہوئی نہایت خوب صورت دو منزلہ عمارت ہے۔ بڑے ہال میں حضرت مہتمم صاحب، مولانا مظاہری ابرہیم

احمد صاحب، اور راقم الحروف قیام پذیر ہوئے، اور برابر کے کمرے میں رنگون کے میزبان محترم مسٹر اسماعیل باگیا صاحب، جناب یعقوب صاحب، (تاجر رنگون)، قاری محمد احسن صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مدرس دار العلوم تانبوے رنگون، مولانا نور محمد صاحب، ممبر اسلامک کونسل؛ ٹھہرے، اور اس سے متصل کمرہ میں خود وزیر موصوف کا قیام تھا۔

بارہ بجے تک مختلف حضرات، حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کے لیے آتے رہے، اور مختلف علمی مسائل پر گفتگو رہی۔ نماز جمعہ حضرت مہتمم صاحب نے جامع مسجد بسین میں پڑھائی۔ وقفۂ آرام کے بعد چار بجے تکونی جھیل کے کنارے وزیر صاحب کی جانب سے چائے کا انتظام کیا گیا۔ یہ ایک طویل وعریض تالاب ہے، جس کے کنارے پر دو منزلہ ہوٹل ہے، تالاب کے اوپر سے ایک پل بنایا گیا ہے، اور وسط میں برآمدہ ہے، جس میں سیٹیں بچھی ہوئی ہیں، یہاں دیر تک اس ''تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ'' کے دل کش منظر سے یہ قافلہ محظوظ ہوتا رہا۔ اس مادی کیف کے بعد وہ وقت آگیا کہ جہاں شہر کا ایک بڑا مجمع بنگالی جامع مسجد میں حضرت مہتمم صاحب کے پیچھے نماز مغرب پڑھنے، اور روحانی کیف کے حصول کے لیے منتظر تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد میں حضرت مہتمم صاحب نے ایک عظیم مجمع کو خطاب فرمایا، جس میں آپ نے ''ایمان واعتقادات'' کی شرعی حیثیت پر ایک جامع تقریر ارشاد فرمائی۔

آپ نے فرمایا کہ: انسانی فطرت میں تین سوال پیدا ہوتے ہیں: ایک ''مبدأ'' سے متعلق، یعنی وہ کہاں سے آیا ہے؟، دوسرے ''معاد'' سے متعلق کہ وہ کہاں جائے گا؟، تیسرے نبوت سے متعلق کہ وہاں تک پہونچنے کا راستہ کیا ہے؟

شریعت اسلام نے انہی تینوں مسائل کا شافی حل فرمایا ہے۔

مذکورہ تینوں عنوانات پر دو گھنٹے سیر حاصل بحث، دل نشیں اور عام فہم اپنے مخصوص انداز میں فرمائی۔ اور اس عنوان کے تحت آپ نے مقامی طور پر جو اعتقادی گمراہیاں پھیلی ہوئی تھیں، ان کی اصلاح فرمائی، جس کا مقامی حضرات نے توقع سے زیادہ اثر لیا۔

جلسہ کے آغاز میں ماسٹر عبداللطیف صاحب، وزیر عدل نے برمی زبان میں حضرت مہتمم صاحب اور دارالعلوم دیوبند کا وقیع الفاظ میں تعارف کرایا، جس میں حضرت مہتمم صاحب کی شیریں بیانی، وسعت علم ونظر اور دارالعلوم کی تاریخ عظمت وخدمات کا ذکر کیا۔

برمی مسلم وزراء کی قابل رشک دینداری:

یہ بات ہم سب کے لیے اس سفر میں انتہائی مسرت کا باعث رہی کہ وزیر موصوف نے صرف دینی رجحانات ہی نہیں رکھتے ہیں؛ بلکہ صوم وصلاۃ کی پابندی کے ساتھ عملاً بھی بغیر کسی احساس برتری کے کسی ادنیٰ خدمت میں بے تکلف لگ جاتے ہیں۔ اسٹیمر میں سب لوگوں کی وضو وغیرہ کا انتظام، نماز کے لیے صفوں کا خود بچھانا اور اٹھانا، مجلس وعظ میں دو گھنٹے تک تمام لوگوں میں مل جل کر بیٹھنا، دینی مکاتب کی بقا، ترقی اور قیام کے سلسلہ میں بلا کسی اطلاع کے معمولی طریقہ پر خود بخود مکاتب میں پہونچ جانا، عوام سے ایک بے تکلف بھائی کی طرح ملنا، اس منصب رفیع کے ساتھ دور حاضر میں یہ ایک نادر چیز اور بسیار غنیمت طرز زندگی ہے، اور یہ ہی بے تکلف معاشرت احکام دین کی پاس داری، اور دینی سلسلوں

سے ذاتی دل چسپی، اور عملی جد وجہد ہم نے دوسرے مسلم وزیر، عزت مآب ماسٹر عبدالرشید صاحب، وزیر معدنیات حکومت برما میں پاکر قلبی مسرت محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کے اخلاص وعمل کو قبول فرمائے۔ کاش مسلم ممالک کے مدعیان اسلام، وزراء اور ارباب حکومت بھی ایک غیر مسلم حکومت کے مسلم وزراء کے طرز عمل سے کوئی سبق لے سکتے، اور ان کو بھی کبھی اپنی غیر اسلامی زندگی پر نظر ثانی کرنے کی توفیق ہوتی۔ شب کو آرام کے بعد صبح پانچ بجے پھر یہ قافلہ واپس ''میاؤں میا'' کو روانہ ہوا۔

۹؍فروری میں شہر میاؤں میاں کا دورہ:

صبح پانچ بجے نماز سے فارغ ہوکر پھر اسٹیمر پر آگئے۔ دس منٹ بعد وزیر موصوف بھی پہونچ گئے، اور اسٹیمر واپس ''میاؤں میا'' کی جانب روانہ ہوگیا۔ یہاں آج شب میں ایک جلسۂ عام کو حضرت مہتمم صاحب خطاب فرمائیں گے۔ دوران سفر میں حسب عادت حضرت مہتمم صاحب کا سلسلۂ تصنیف جاری ہے۔ سوا دس بجے اسٹیمر ''میاؤں میا'' پہونچا، گودی پر وزیر صاحب کے بھائی محمود خاں صاحب، حنیف خاں صاحب، جو ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں، اور دوسرے سرکاری افسران ومعززین شہر موجود تھے۔ قیام گاہ ''ڈاک بنگلہ'' پر پہونچے۔ دوپہر کو دعوت طعام شہر کے ایک معزز تاجر صاحب کے یہاں پہلے سے وزیر صاحب نے منظور کر رکھی تھی۔ نماز ظہر کے بعد کچھ دیر آرام کیا، تین بجے وزیر صاحب موصوف نے فرمایا کہ: اس شہر سے دو میل کے فاصلہ پر برما کی ایک مشہور قوم ''کرن'' کے لوگوں نے حکومت کی مدد کے بغیر اپنا ایک ہسپتال اور کالج قائم کر رکھا ہے؛ اس

لیے مجھے اس وقت اسی کے لیے جانا ہے۔ حضرت مہتمم صاحب سے انہوں نے فرمایا کہ: اس میں جانا آپ کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔ آپ اگر آرام فرمانا چاہیں، تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ: اگر مجھے آرام کا موقع دے دیا جائے، تو بہتر ہے؛ لیکن وزیر صاحب موصوف نے راقم الحروف اور مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری سے ساتھ چلنے کے لیے فرمایا۔

برما میں بسنے والی قومیں:

سوا تین بجے ہم لوگ روانہ ہوے، اور تقریباً ایک گھنٹے تک ایک چھوٹی سی مثالی بستی کو دیکھا۔ کرن قوم قبائلی لوگ ہیں، محنت وجفاکشی میں مشہور ہیں، تعلیمی لحاظ سے بھی یہ قوم دوسری برمی اقوام سے آگے ہے۔ یہاں پانچ مشہور قومیں آباد ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

(۱) ’’چھن‘‘، (۲) ’’کچھن‘‘، (۳) ’’کرن‘‘، (۴) ’’شان‘‘، (۵) ’’برمی‘‘۔ ان میں بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ نہایت ایثار سے خدمت کررہے ہیں اور معمولی ٹٹیوں اور لکڑیوں کے مکانات ہیں۔ یہ لوگ اپنی قوم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مسلمان یہاں بھی ہر منزل میں پس ماندہ ہی نظر آتے ہیں۔ کرن قوم کی اکثریت اس وقت حکومت سے باغی ہے، جس کی وجہ سے ملک کا اکثر حصہ امن سے محروم ہے۔

اس کی بڑی وجہ یہ بتلائی گئی کہ برمی قوم نے کرن قوم پر ماضی قریب میں شدید مظالم کیے، اسکولوں کو ہر جانب سے بند کرکے آگ لگادی، جس سے کرن بچے جل گئے۔ ان بستیوں میں قتل عام کیا؛ کیوں کہ برما میں برمی قوم اکثریت

میں ہے، اور بقیہ تمام اقلیتیں ہیں، جس میں بڑی اقلیت، جس سے برمی قوم خائف ہے، ’’کرن‘‘ ہے۔

چار بجے لکڑی کے مشہور تاجر مسٹر ابراہیم صاحب نے حضرت مہتمم صاحب کو چائے پر مدعو کیا۔ ہم لوگ براہِ راست کرن بستی سے ابراہیم صاحب کے یہاں پہونچے، اور مولانا مظاہری حضرت کو لینے کے لیے قیام گاہ گئے۔ اس دوران میں وزیر صاحب موصوف نے تصویر کے مسئلہ پر احقر سے سوال کیا، اور کہا کہ: آج تصویر عام ہوچکی ہے، بہت سے سرکاری کام تصویر پر موقوف ہے، اگر یہ بالکل ناجائز ہے، تو ہم لوگ اس گناہ سے کیسے بچیں؟

احقر نے عرض کیا کہ: تصویر کو اسلام نے بالکل ناجائز قرار دیا ہے۔ آلات تصویر کے بدل جانے سے حکم نہیں بدلا کرتا۔ پہلے قلم سے تصویریں بنتی تھیں، آج کیمرہ سے بنتی ہیں؛ البتہ اسلام چوں کہ مذہب فطرت اور دین دوام ہے، اس میں ہر دور کے لیے لچک موجود ہے، جن صورتوں میں آپ تصویر اتروانے پر مجبور کردیے گئے ہوں، یا بے اختیار ہوں، وہاں اس کا گناہ آپ پر نہیں آئے گا؛ لیکن اختیاری صورت میں یہ فعل گناہ ہی رہے گا۔ یہ ایک اصول ہے، اب اس کی جزئیات کہ کہاں آپ مجبور ہیں، اور کہاں مختار؟ اس کا فیصلہ بروقت آپ ہی کو کرنا ہوگا؛ کیوں کہ حالت اضطرار میں حرمت شئی حلت میں تبدیل ہوجاتی ہے، اور گناہ ساقط ہوجاتا ہے۔ جیسے: مضطر کے لیے اکل خنزیر وشرب خمر حلال ہوجاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ: اب مسئلہ صاف ہوگیا، تاہم بڑی الجھن میں پھنسے ہوے تھے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ پہونچ گئے۔ وہاں سے فارغ ہوکر نماز عصر پڑھی، نماز کے بعد حنیف صاحب، وزیر صاحب کے بھائی سینٹرل جیل دکھانے

لے گئے۔ جیلر صاحب نے نہایت تفصیل سے جیل کا معائنہ کرایا، قیدیوں کی
صنعت گاہیں دکھائیں، اور متعدد قیدیوں سے ملایا۔ قریب مغرب واپس قیام گاہ
آئے، نماز مغرب ادا کی، کچھ دیر آرام کے بعد نماز عشاء قیام گاہ پر پڑھ کر جلسہ گاہ
پہونچے، جہاں ایک بڑا مجمع منتظر و مشتاق بیٹھا تھا، تلاوت کلام پاک کے بعد
حضرت مہتمم صاحب سے وزیر صاحب نے درخواست کی کہ: جس موضوع پر کل
''بسین'' میں آپ نے تقریر فرمائی، اسی کو آج بھی اختیار فرمائیں، وہ بہت اہم
موضوع ہے، اور اس سے بہت سے لوگوں کی اعتقادی اصلاح ہوئی؛ چناں چہ
حضرت مہتمم صاحب نے ''ایمان و اعتقاد'' کے مسئلہ پر ایک دوسرے عنوان سے
مفصل روشنی ڈالی، جس کو بہت پسند کیا گیا، بعد میں اس کا برمی ترجمہ مولانا نور محمد
صاحب نے فرمایا۔

گیارہ بجے واپس پہونچے، صبح فجر بعد قبرستان فاتحہ خوانی کے لیے تشریف
لے گئے، جس میں وزیر صاحب ساتھ رہے، اور آٹھ بجے پھر اسٹیمر پر سوار ہوکر
''واکھیما'' روانہ ہوگئے۔

۱۰ر فروری میں واکھیما میں خطاب عام:

دس بجے واکھیما پہونچ گئے، یہاں بھی گودی پر مخصوص حضرات موجود تھے،
جن سے وزیر صاحب نے تعارف فرمایا۔ طے یہ پایا کہ قیام گاہ اسٹیمر ہی رہے گا؛
اس لیے سامان وغیرہ اس میں چھوڑ دیا گیا اور داعی صاحب کے مکان پر پہونچ
کر مختلف حضرات سے ملاقاتیں، اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر سوا گیارہ بجے
اسٹیمر پر آرام کرنے کے لیے آگئے۔ ایک بجے ''چولیا مسجد'' میں جلسۂ عام رکھا گیا

تھا؛ اس لیے نماز ظہر وہیں پہونچ کر ادا کی گئی۔ اور نماز کے بعد حضرت مہتمم
صاحبؒ نے یہاں کے مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ چوں کہ آج کل برما میں جنرل
الیکشن کی ہما ہمی ہے؛ اس لیے حضرت مہتمم صاحب نے الیکشن ہی کو تمثیلی موضوع
قرار دے کر فرمایا کہ: الیکشن کا حاصل یہ ہے کہ جیتنے والے لوگ برسر اقتدار
آجائیں، اور صدر کا تقرب حاصل کریں، اور عوام ووٹ دے کر اس کی شہادت
دیتے ہیں کہ یہ اہل آدمی ہے، اس کو ملک کا انتظام سپرد کردینا ملک کی فلاح کا
باعث ہوگا؛ لیکن کامیاب ہونے والے کو اس شہادت کے حاصل کرنے میں بڑی
محنت بھی کرنی پڑتی ہے، اور دولت بھی خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح سمجھیے کہ
ایک پورے عالم کا بھی عمومی اور یقینی الیکشن ہونے والا ہے، جس کو اصطلاح
شریعت میں ''یوم حشر ونشر: ''قیامت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس میں ہر ہر شخص
کے بارے میں ملائکہ شہادت دیں گے کہ یہ اللہ کے تقرب کا اہل ہے، یا نہیں؟
پھر خود اس کے اعضا اس کے حق میں شاہد بنیں گے، اس کا نامۂ اعمال اس کے حق
میں شاہد ہوگا، اور بلا کسی ادنیٰ ظلم کے کامل ترین انصاف کے ساتھ اس کے اہل
اور یا نا اہل ہونے کا فیصلہ ہوگا۔ کامیاب ہونے والے عالم جنت میں با اقتدار
ہوں گے، اور ناکام ہونے والے جہنم میں عذاب ذلت میں مبتلا ہوں گے۔ آپ
نے فرمایا کہ: یہ کوئی تمثیلی تصور نہیں ہے؛ بلکہ حدیث میں ہے کہ: جنت کے میدان
مزید میں حق تعالیٰ جلوہ افروز ہوں گے اور اس کے قریب کرسیاں ہوں گی، جس
پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہوں گے، اور اس کے بعد اولیائے کاملین ہوں گے،
اور پھر الامثل فالامثل کی ترتیب نشستوں میں ہوگی، نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور دیگر
عبادات کی مشقت اسی مقربین کے مجمع میں نشست حاصل کرنے کے لیے ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ: یہ کیسے ممکن ہے کہ دنیا کے ان معمولی انتخابات میں توسر توڑ محنت کے بعد کچھ اقتدار میسر آئے، اور احکم الحاکمین کی باجبروت بارگاہ میں بلا کسی محنت کے مقام رفیع مل جائے؛ اس لیے ضرورت ہے کہ آدمی اس انتخابی وقت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرلے۔

تقریر اپنے موضوع پر نہایت جامع اور پسندیدہ رہی، اور ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ بعد میں مولانا نور محمد صاحب نے بالتفصیل اس کا برمی میں ترجمہ کیا، جس کے انہوں نے نوٹ لے لیے تھے۔

یہاں سے فارغ ہوکر نماز عصر بنگالی مسجد میں پڑھی، اور عصر سے مغرب تک واکھیما شہر کو تفریح کے ذیل میں دیکھا۔ آبادی کھلی کھلی ہے، برما کے عام دستور کے مطابق اکثر مکانات لکڑی کے ہیں۔ یہ شہر باغیوں کی سرگرمی کا اکثر شکار ہوتا رہتا ہے؛ کیوں کہ اس کے قرب وجوار میں بہت سی خفیہ کمین گاہیں ہیں، ہم لوگوں کے پہونچنے سے قبل بھی مضافات شہر پر حملہ ہوچکا تھا۔ برما کے شہروں کی عمومی، اور نظروں میں بے حد کھٹکنے والی گندگی یہاں بھی کم نہیں؛ بلکہ کچھ سوا نظر آئی۔ نماز مغرب چولیا مسجد میں ادا کی گئی، اور کھانے سے فارغ ہوکر نماز عشاء کا وقت قریب تھا؛ اس لیے وہیں پڑھ کر اپنی قیام گاہ ''اسٹیمر'' پر سب لوگ آگئے۔ نویں شب کا چاند اپنی پوری تابانیوں سے سمندر کے رونق کو بڑھا رہا تھا، اور اسٹیمر کے خوش نما برآمدہ میں کرسیوں پر بیٹھ کر ہم سب ہم سفر لطف اندوز ہو رہے تھے، جس میں مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری کے پُرمزاح فقرے بطور خاص، اور رنگون کے تاجر اسماعیل صاحب کی پُرخوری کی نئی سے نئی توجیہات جو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد بھوک سے بے تاب ہوجاتے تھے، دل چسپی کا باعث بنی رہی۔ صبح پانچ

بجے اسٹیمر رنگون کے لیے روانہ ہوا؛ کیوں کہ درمیان کے شہر ''موبن'' کا پروگرام کینسل کردیا تھا، اور واکھیما سے براہِ راست رنگون ہی جانا طے ہوا تھا؛ لیکن پندہ بیس میل چلنے کے بعد سمندر پر نہایت گہرا کوہرا چھا گیا، جس سے کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی، مجبوراً ایک درمیانی چھوٹے سے اسٹیشن پر رکنا پڑا، یہاں تک کہ پونے دس بجے کوہرا کم ہوا، اور اسٹیمر روانہ ہوا۔ خیال تھا کہ چار بجے رنگون پہونچیں گے، اس کی اطلاع وائرلیس کے ذریعہ مختلف مقامات کردی گئی تھی؛ لیکن جہاز ایک گھنٹہ لیٹ پہونچا۔

۱۱رفروری: واکھیما سے رنگون واپسی:

اسٹیمر باد مخالف اور کہر کی وجہ سے واکھیما سے بارہ میل کے فاصلہ پر تین گھنٹے رکے رہنے پر مجبور ہوا، ساڑھے دس پر کہرا چھٹا، دھوپ کی شکل نظر آئی، اور یہ سفینہ خراماں خراماں عازم منزل ہوگیا۔ گھٹا اور ٹھنڈی ہوا نے لطف سفر کو دوبالا کررکھا تھا، اس سے حظ اندوز ہونے کے لیے وزیر عدل مسٹر عبداللطیف صاحب، حضرت قبلہ مہتمم صاحب، مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری، اور راقم الحروف اپنے اپنے کمروں سے اوپر برآمدے میں آکر بیٹھ گئے۔ پھر بقیہ رفقاء بھی نہ رہ سکے، اور سب وہیں جمع ہوگئے، اور مختلف علمی، اخلاقی، تمدنی امور پر گفتگو ہوتی رہی، قریباً بارہ بجے تک یہ دل چسپ تفریحی مجلس جاری رہی۔ اس کے بعد حضرت مہتمم صاحب اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے، اور مسئلۂ علم غیب پر جو رسالہ تصنیف فرمارہے ہیں، پھر اس میں مشغول ہوگئے۔ آپ نے بتلایا کہ ڈیلٹا کے اس پرسکون اور تفریحی سفر میں پانچ روز میں، میں نے شب و روز لگ کر

ایک ماہ کا کام کرلیا۔ دس اور گیارہ کی درمیانی شب میں چوں کہ نیند نہیں آئی؛ اس لیے دو بجے سے صبح ساڑھے پانچ بجے تک آپ مسلسل لکھتے رہے۔

اس رسالہ میں مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل انداز میں بحث کی جا رہی ہے۔ یقین ہے کہ یہ رسالہ اپنے موضوع پر ایک مکمل رسالہ بن جائے گا۔ اس کو بالاقساط ماہر القادری صاحب اپنے رسالہ ''فاران'' میں شائع کر رہے ہیں، ایک قسط دیوبند سے ہی روانہ کی جا چکی تھی، دوسری کے لیے ان کا تقاضا دیوبند ہوتا ہوا رنگون پہونچا، جس پر حضرت مہتمم صاحب نے یہاں کے کثیر مشاغل کے باجود اس کی تکمیل شروع فرمادی۔ ''ادارۂ راج المعارف'' اس کو کتابی صورت دے گا۔

شام کو پانچ بجے یہ سفینۂ علم رنگون پہونچ گیا، یہاں باگیا خاندان کے حضرات، اور دوسرے بعض لوگ موجود تھے۔ قیام گاہ پر پہونچ کر نماز عصر ادا کی، اور گزشتہ پانچ روز کی جمع شدہ ڈاک دیکھی، جس میں تین فروری ۱۹۵۷ء کے سفر ''مولمین'' کے دوران ہوائی جہاز کی خرابی کے باوجود بخیریت رنگون پہونچ جانے پر جناب نائب مہتمم صاحب دار العلوم، اور دار العلوم کے مختلف شعبہ جات سے مبارک باد کے متعدد تار اور خطوط بھی تھے۔

نماز مغرب اور عشاء کے بعد حسب معمول لوگوں کی آمد ورفت اور مجمع شروع ہوگیا۔ یہ مجلس مذاکرہ گیارہ بجے تک جاری رہی۔ کل بارہ بجے تک رنگون قیام رہے گا، اور ۱۳؍فروری کو صبح دس بجے بذریعہ ہوائی جہاز ''مولمین'' جانا ہے۔

سفر مولمین کی تیاری:

صبح آٹھ بجے حسب معمول لوگ آنے شروع ہوگئے، اور حضرت مہتمم

صاحب کی علمی مجلس شروع ہوگئی۔ رنگون کی مصروفیات کی وجہ سے ارادہ کیا گیا کہ: ''اکیاب'' کا سفر ملتوی کردیا جائے، اور مولمین سے واپسی کے بعد رنگون ہی میں قیام کیا جائے؛ لیکن مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند، مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری، مفتی محمود صاحب وغیرہ نے جانے ہی پر اصرار کیا، اور بتلایا کہ برما کے مسلمانوں کی اکثریت صوبۂ ارکان ہی میں رہتی ہے، اور اکیاب اس کا دار السلطنت ہے، نہ جانے سے لوگوں کو بڑی مایوسی ہوگی، ان کے روزانہ بلاناغہ تار وخطوط موصول ہو رہے ہیں۔ چناں چہ پھر مجبوراً ارادہ کرلیا گیا۔ دوپہر کو جناب یوسف پٹیل صاحب نے حضرت مہتمم صاحب کو دعوت طعام دی، جس میں دیگر معزز علماء وتجار کے علاوہ وزیر عدل مسٹر عبد اللطیف صاحب کو بھی مدعو کیا۔ وزیر صاحب حضرت قبلہ سے غیر معمولی طور پر اثر پذیر ہیں، ان کا نیاز مندانہ تعامل یہاں کے حضرات کے لیے باعث فخر وابتہاج ہے۔ نماز ظہر کے بعد آرام کیا اور عصر بعد چند چند منٹ کے لیے مختلف تجار نے حصول برکت کے لیے حضرت کو دعوت دیں۔ ان دکانوں پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ درمیان میں جناب حاجی عبد اللطیف صاحب باوانی آف کراچی سے ملاقات ہوگئی، جو اپنے بھائی احمد ابراہیم باوانی صاحب کے لڑکے کی شادی میں شرکت کے لیے رنگون آئے ہیں، اور خود کراچی کے لیے حضرت مہتمم صاحب کے پرزور داعی بھی ہیں۔

آج تقریر کا پروگرام دوسری اسٹریٹ میں تھا؛ لیکن باوانی صاحب کے اصرار پر انہی کی اسٹریٹ میں پروگرام رکھ دیا گیا، جس کو محترم میزبان اسماعیل باگیا صاحب نے مان لیا۔ مغرب کے بعد حضرت مدظلہ کو دیگر معززین کے ساتھ

جناب حاجی اسماعیل داؤد یوسف صاحب، مفتی محمود صاحب کے چچا کے صاحب
زادے ''محمد'' صاحب نے مدعو کیا۔ تقریر کے روز شب میں قبل از تقریر حضرت
مہتمم صاحب کھانا نہیں تناول فرماتے؛ لیکن اس میں دوسروں کی مجبوری کی وجہ
سے یہ تکلف شرکت کرنی پڑی۔ نماز مغرب وہیں ادا کیں۔ قاری شبیر حسن
صاحب دیوبندی، جو چوبیس سال سے یہیں مقیم ہیں، بطور خاص میزبانی کرتے
رہے۔ داعی صاحب محترم کا پورا خاندان، جن میں مفتی محمود صاحب بھی ہیں، اسی
باغیچہ میں اپنے ذاتی بنگلوں میں رہتے ہیں، جو بہت خوب صورت بنے ہوئے
ہیں، اور شہر سے فاصلہ پر تانبوے میں ہونے کی وجہ سے پرسکون بھی ہے۔ نماز
عشاء واپس آکر قیام گاہ پر پڑھی۔ جلسہ گاہ قیام گاہ سے بالکل متصل تھی؛ اس لیے
فوراً ہی لوگ لینے کے لیے پہونچ گئے۔ حضرت نے اس موقع پر ذکر اللہ کی
حقیقت پر نہایت جامع تقریر فرمائی، اور دلائل ساطعہ سے ذکر اللہ کو بقائے عالم کا
سبب قرار دیا۔ حاضرین انتہائی طور پر متاثر تھے، اور نہایت سمع قبول کے ساتھ یہ
مجمع عظیم اس تقریر کو سن رہا تھا۔ دو گھنٹہ بعد تقریر ختم ہوئی، اور اس کے اسٹیج ہی پر
باوانی برادران دیر تک حضرت سے محو گفتگو رہے۔

سوا گیارہ پر واپسی ہوئی۔ صبح کو ''مولمین'' کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز ہے؛ اس
لیے ضروری تیاری کی۔ اور اس سے فارغ ہوکر بارہ بجے آرام کے لیے لیٹ
گئے۔ راقم الحروف نے یہ تقریر بھی ضبط کرلی ہے۔

۱۳/فروری میں مولمین کے لیے روانگی:

آج مولمین روانگی کا پروگرام ہے، شب میں مفتی محمود صاحب نے فون پر

اطلاع دی کہ جہاز صبح کو گیارہ بجے پرواز کرے گا، سوا دس بجے ایرڈروم پہونچنے کا
ٹائم دیا گیا ہے۔ سویرے ہی سے ضروری تیاریٔ سفر مکمل کرلی گئی۔ دس بجے مفتی
صاحب نے پھر فون کیا کہ جہاز بارہ بجے جائے گا، اور آدھے گھنٹہ بعد اطلاع ملی
کہ سوا بارہ بجے روانہ ہوگا۔ دن بھر یہ موضوع گفتگو رہا کہ مولمین کے سفر کے روز
یہ تعویق ضرور پیش آتی ہے۔ تین فروری کو جہاز نصف راستہ سے واپس آگیا، اور
آج تیرہ کو بجائے صبح سات بجے کے گیارہ بجے ہوا، پھر بارہ بجے، اور اب سوا دو
بجے کا وقت ہوگیا۔ آج صبح سے مطلع صاف نہیں تھا، دس بجے کافی تیز گھٹا چھاگئی،
اور گیارہ بجے بارش بھی ہلکی ہلکی شروع ہوگئی، اس بارش اور گھٹا کی وجہ سے یہ بھی
امکان ہونے لگا کہ جہاز ہی نہ جائے۔ بہر حال راضی بہ رضا ضروری ڈاک لکھنے
میں حضرت مہتمم صاحب اور راقم الحروف مصروف ہوگئے۔ آج دوپہر کو رزق
کے جن دانوں کے مولمین میں حاصل کرنے کا انسانی تصور تھا، وہ رنگون ہی میں
مقسوم تھے۔ ایک بجے کھانے سے فراغت حاصل کی، نماز کی تیاری شروع کی،
ابھی وضو ہی کر رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ مفتی محمود صاحب وغیرہ ہوائی اڈے پہونچ
چکے ہیں۔ جلدی جلدی وضو سے فارغ ہوئے، بارش نہایت زور وشور سے پڑ رہی
تھی، اسی میں بھیگتے ہوئے نیچے آکر موٹروں میں سوار ہوئے۔ دو بجے ہوائی
اڈے پر پہونچے، جہاں مفتی محمود صاحب، ان کے دونوں صاحب زادے: خالد
وسلیم سلمہما، قاری شبیر حسن صاحب دیوبندی، مولوی کبیر احمد صاحب مدرس دار
العلوم تانبوے، اور جادوت صاحب، تاجرِ رنگون، جن کا اصل وطن مولمین ہے،
قیام ان ہی کے مکان پر ہوا، اور ادھر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ، اور راقم الحروف
کے علاوہ قاسم باگیا، بابو بھائی، رنگون کے میزبان: اسماعیل باگیا صاحب کے

برادر خورد بھی تھے، اب سب لوگ مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری کے منتظر تھے؛ لیکن جہاز میں سوار ہونے کا اعلان ہوگیا، اور وہ نہ پہونچ سکے، جن کا سب کو بے حد افسوس ہو رہا تھا۔

ٹھیک ڈھائی بجے طیارہ پرواز کر گیا، اور پورے ۴۵؍منٹ کے بعد مولمین ائیرپورٹ پر بخیریت اتر گیا۔ یہاں ڈھائی تین ہزار کے قریب مسلمانوں کا عظیم مجمع مختلف جھنڈے لیے ہوئے دو گھنٹے سے منتظر تھا۔ سب سے پہلے جہاز سے اترتے ہی جناب حافظ محمد حسین صاحب، داعیٔ مولمین نے خوش آمدید کہا، اور اس کے بعد صف بستہ کھڑے ہوئے معززین سے ملاقات وتعارف کرایا، جن میں سب سے پہلے کمشنر صاحب تھے، اور اس کے بعد ملٹری آفیسر، پھر مقامی کانگریس کمیٹی (بھارت) کے صدر، اور پھر علماء وتجار حضرات تھے۔

ان مخصوصین سے ملاقات کے بعد جب باہر نکلے، تو ان ہزاروں محبین نے ہجوم کیا، اور ہر ایک اس کا خواہش مند تھا کہ: مہتمم صاحب سے مصافحہ کرلے، مجبوراً ویٹنگ ہال کے بڑے روم میں حضرت کو اور ان کے رفقاء کو لے جایا گیا، اور آمد ورفت کے دو دو دروازے معین کر کے پولس کا پہرہ لگایا، تاکہ لوگ ایک جانب سے آکر مصافحہ کریں، اور دوسری جانب سے نکل جائیں، اس کے باوجود بھی بمشکل مجمع کو قبضہ میں رکھا جاسکا۔ سوا تین بجے سے چار بجے تک اسی ہال میں مصافحوں کا بلا فصل سلسلہ جاری رہا۔ چار بجے بذریعہ کار قیام گاہ روانہ ہوئے۔

''ایم جادوت'' صاحب کے یہاں قیام ہوا، یہ مکان سورتی سنی جامع مسجد سے قریب ہی واقع ہے۔ قیام گاہ میں حضرت کے رفقاء کے لیے نہایت سلیقہ سے انتظام قیام کیا گیا تھا۔ عصر بعد جناب مولانا محمد صالح پانڈور صاحب کی

درخواست پر حضرت مہتمم صاحب نے ان کے مدرسے ''مدرسہ عربیہ رحیمیہ یتیم خانہ اسلامیہ مولمین'' کا معائنہ فرمایا۔ مولانا پانڈور نے اہل مولمین کو حضرت کی تشریف آوری پر مبارک باد دی، اور حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا موصوف نے حضرت علامہ ومولانا انور شاہ صاحب کشمیری علیہ الرحمہ اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ سے ڈھابیل میں دورۂ حدیث پڑھا ہے؛ اس لیے غایت درجہ تعلق کا اظہار فرمایا۔ معائنۂ مدرسہ کے بعد یہاں کی مشہور بدھسٹ عبادت گاہ ''پگوڈا''، جو پہاڑ پر واقع ہے اور تفریح گاہ ہے، وہاں گئے۔ نماز عشاء کے بعد سورتی مسجد میں عظیم الشان اجتماع ہوا، جس میں حضرت مہتمم صاحب نے ۳؍فروری ۱۹۵۷ء کو مولمین نہ آسکنے پر معذرت فرمائی، اور معذرت قبول ہی کے موضوع پر دو گھنٹے سلسلۂ تقریر جاری رہا۔

۱۴؍فروری میں نواحِ مولمین کا دورہ:

نماز فجر کے بعد ''چولیا ایسوسی ایشن'' کی طرف سے اس کے صدر ''داؤد نانا'' صاحب نے چائے پر مدعو کیا، وہاں سے فارغ ہوکر صبح آٹھ بجے مولانا نذیر احمد صاحب، ناظم مدرسہ اشاعت العلوم بڑوں گوں، ضلع ''چیمرؤ''، علاقہ ''مولمین'' کی دعوت پر بائیس میل کی مسافت طے کرنی تھی۔ سات بجے جیلر صاحب کی دعوت پر حضرت مہتمم صاحب نے مع رفقاء ''سینٹرل جیل'' مولمین کا معائنہ فرمایا، ہر کلاس کے قیدی قطار کی صورت میں اپنی جیلوں کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوئے تھے، بعض ملزمین نے اپنی بے گناہی پیش کر کے دعا چاہی۔ سیاسی قیدیوں میں کرن قوم کے سربراہ لیڈر بھی تھے، جو حکومت کی نظر میں غدار

سمجھے جاتے ہیں، ان کو بھی حضرت مہتمم صاحب نے ترجمانی کے ذریعہ فرمایا کہ:
برما کی موجودہ بغاوت سے صرف پبلک کو نقصان پہونچ رہا ہے، اور آپ کا اختلاف حکومت سے ہے؛ اس لیے آپ لوگوں کو توڑ پھوڑ کی اس پالیسی کو ترک کر کے مصالحت کی راہ اختیار کرنی چاہیے، جس کی ایک مختصر سی مثال یہ بھی ہے کہ: ہمیں مولمین آنے کے لیے ہوائی سفر اختیار کرنا پڑا، اور خواہ مخواہ کثیر مصارف ہوے؛ کیوں کہ ریلوں کی سفر کو آپ لوگوں نے پورے ملک میں مخدوش بنا رکھا ہے، یہ پبلک ہی کا نقصان ہے، حکومت کا نہیں۔

آٹھ بجے حضرت مہتمم صاحب مدرسہ اشاعت العلوم بڑویں گوں، ضلع چیمر وروانہ ہوگئے، یہ مولمین سے ۲۲؍میل کے فاصلہ پر ہے۔ مدرسہ کی عمارت کے باہر سڑک پر تمام طلبہ اور مدرسین دو رویہ صف میں کھڑے تھے، پرتپاک استقبال کے ساتھ وہ حضرات اندر لے گئے۔ یہاں ایک مجمع عظیم دیر سے منتظر بیٹھا تھا، جس میں دور دراز سے لوگ پیدل اور موٹروں پر سفر کر کے آئے تھے۔ یہاں حضرت مہتمم صاحب نے طلبہ کو خطاب فرماتے ہوے ”عالم دین کی شرعی ذمہ داری“ پر بسیط تقریر فرمائی۔

گیارہ بجے یہ اجتماع ختم ہوا، پھر واپس مولمین یہ قافلہ روانہ ہوا۔ راستہ میں سڑک کے دونوں طرف ”ربڑ“ کے درختوں کے خوش نما اور سرسبز باغات تھے، جنھوں نے اس سڑک کی رونق دوبالا کر رکھی ہے۔ ظہر کے بعد آرام کیا، اور قبیل عصر بیس میل کے فاصلہ پر صنعتی چھوٹے سے شہر ”مونگڈون“ تشریف لے گئے۔ بیس بائیس حضرات معیت میں تھے، پانچ چھ کاروں پر یہ سفر طے ہوا، عصر کی نماز مونگڈون میں ادا کی۔ مقامی مسلمان جو ۳؍فروری کو استقبال کے لیے مولمین

ہوائی اڈہ پہونچے تھے؛ لیکن ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ سے ملول خاطر واپس آئے تھے، وہ سب جمع ہوگئے، کچھ دیر ان سے ملاقات رہی، پھر ایک چینی فرم میں گئے، جو عمدہ قسم کی چادریں، سوتی کمبل، پلنگ پوش، میز پوش وغیرہ بنانے میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ مغرب کی نماز چوں کہ مولمین پڑھنی تھی؛ اس لیے جلد واپسی ہوگئی۔ مغرب بعد ایک مجمع عظیم نے حضرت مہتمم صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی، اور داخل سلسلہ ہوے۔ نماز عشاء کے بعد واپس قیام گاہ تشریف لائے۔ یہاں ایک مسرت بخش اطلاع یہ ملی کہ:

”ایک بدھسٹ خاندان حضرت کے ہاتھ پر قبول اسلام کے لیے منتظر ہے، اس میں ایک نوجوان مرد، مع اپنی بیوی، والدہ اور دو بچوں کے موجود تھا“۔

حضرت مہتمم صاحب نے ان کو مسلمان کیا، اور نصف گھنٹہ تک ان کو مبادیات اسلام کی تعلیم ترجمان کے ذریعہ دی، اور اس کے بعد سب نے مل کر ان کی استقامت کے لیے دعا مانگی۔

ادھر جلسہ گاہ میں بے چینی سے حضرت مہتمم صاحب کا انتظار ہو رہا تھا؛ اس لیے فوراً تشریف لے گئے، یہاں تقریر ڈھائی گھنٹے جاری رہی؛ لیکن راقم الحروف اس روز بوجہ ناسازئ طبیعت کے اسے ضبط نہیں کرسکا۔

مدرسہ امداد العلوم چیمر و میں درسِ مشکاۃ:

پاکستان ایسوسی ایشن نے صبح چائے پر مدعو کیا، وہاں سے فارغ ہو کر حضرت قبلہ مہتمم صاحب مدرسہ امداد العلوم چیمر و تشریف لے گئے، یہ مقام مولمین سے آٹھارہ میل کی مسافت پر ہے۔ مدرسہ کے ناظم اور مدرسین نے اولاً سپاس نامہ

پیش فرمایا، اوراس کے بعد کہا کہ: مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے دارالعلوم میں حضرت سے مشکاۃ پڑھی ہے، میں چاہتا ہوں کے اس مدرسہ کے شرکائے مشکاۃ بھی ''کتاب الایمان'' کی پہلی حدیث آں مخدوم سے پڑھ لیں۔ حضرت نے منظور فرمایا اور پون گھنٹہ حضرت مہتمم صاحب نے ''حدیث جبرئیل'' کے اسرار وعلوم بیان فرمائے۔ یہ درس اگر چہ طلبہ کے لیے تھا؛ لیکن اس میں ایک بڑا عظیم مجمع بھی استفادہ کررہا تھا۔ یہ علمی مجلس بھی یادگار مجلس بن گئی۔ سوادس بجے جمعہ کی وجہ سے واپسی پر عجلت فرمائی، قیام گاہ پر صبح سے لوگ منتظر بیٹھے تھے، جس میں کچھ حضرات بعض علمی سوالات لیے بیٹھے تھے، اور بہت سے خواستگارانِ دعا تھے۔ پونے بارہ بجے بمشکل اٹھ کر نماز جمعہ کی تیاری کی، کھانا کھانے سے عذر پیش فرمایا؛ مگر داعی صاحب لے چلنے پر مصر رہے، چند منٹ وہاں شرکت کر کے مسجد پہونچ گئے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی موٹر تیار تھی، مسجد سے ہی ہوائی اڈے کے لیے روانہ ہوے۔

حضرت نے مسجد میں اعلان کرادیا تھا کہ: ہوائی اڈے پر جو حضرات آنے کے لیے کہہ رہے تھے، وہ تکلیف نہ کریں، دھوپ اور گرمی کا وقت ہے؛ لیکن اس کے باوجود لاریوں، ٹیکسیوں وغیرہ قریباً ایک ہزار کا مجمع وہاں جمع ہوگیا۔ ریل اور ہوائی جہاز کی عام سروس چوں کہ پورے برما میں پابندِ وقت نہیں ہے؛ اس لیے ایک گھنٹہ انتظار کے بعد جہاز آیا، لوگوں نے دعا کرائی، اور بادیدہ تر رخصت کیا، سوا دو بجے جہاز نے پرواز کی، اور پینتالیس منٹ میں ٹھیک سوا تین بجے رنگون ائیرپورٹ پر بخیریت جا اتارا۔ یہاں مولانا ابراہیم احمد صاحب مظاہری اور دوسرے حضرات موجود تھے۔ قیام گاہ پہونچ کر نماز عصر ادا کی، پھر ملاقاتوں کے

لیے مختلف حضرات آتے رہے۔ عشا کے بعد وزیر عدل مسٹر عبداللطیف صاحب مع مولانا مظاہری اور دوسرے رفقاء اچانک تشریف لے آئے، موصوف کی اسی بے تکلف روش نے انہیں عوام میں مقبول بنا رکھا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے حضرت مہتمم صاحب کی علمی مجلس میں شریک رہے۔ گیارہ بجے یہ مجلس برخاست ہوگئی، اور علی الصباح اکیاب ارکان کے ہوائی سفر کی تیاری کی، اوراس کے بعد آرام کیا۔

١٦ر فروری میں اکیاب روانہ:

اکیاب کے سفر میں حضرت مہتمم صاحب کی ہمراہی میں راقم الحروف، اسماعیل باگیا صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب رنگونی فاضل دیوبند تھے۔ صبح چار بجے میزبانِ محترم مسٹر اسماعیل باگیا صاحب نے بیدار کردیا، وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر سوا چار بجے موٹر سے روانہ ہوے۔ رات کی مجلس میں چوں کہ وزیر عدل، عزت مآب مسٹر عبداللطیف صاحب نے ہوائی اڈے تک ساتھ چلنے پر اصرار کیا تھا؛ اس لیے سیدھے ان کی کوٹھی پر پہونچے، وہ تیار بیٹھے تھے، وہیں نماز فجر ادا کی، اور روانہ ہوائی اڈے پر الوداع کہنے کے لیے میزبان صاحب کی گھر کی مستورات بھی آئی تھیں۔

اسماعیل صاحب نے ٹکٹ اپنی اہلیہ صاحبہ کو دے رکھے تھے؛ لیکن وہ لانا بھول گئیں، جس سے بڑی پریشانی پیدا ہوگئی۔ فوراً آدمی گھر روانہ کیا گیا، ادھر یہ بھی معلوم ہوا کہ برما سے باہر جانے والے ہوائی جہاز میں اندرونِ برما میں بھی غیر ملکی لوگوں کو سفر کرتے وقت پاسپورٹ دکھانا لازم ہے، اور ہم لوگوں کے ساتھ اس وقت وہ بھی نہیں تھا؛ کیوں کہ اس سے قبل مولمین کے سفر کے وقت بھی اس کی

ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ اس وقت ضابطہ کے لحاظ سے تقریباً سفر ناممکن ہو گیا تھا؛ لیکن وزیر صاحب موصوف کو جب یہ معلوم ہوا، تو انہوں نے حضرت مہتمم صاحب کی اطلاع کے بغیر خود جا کر تمام مراحل عدم موجودگی ہی میں طے کرا دیے، ان کے فرمانے پر محض دفتر کی لسٹ پر نام کی وجہ سے سفر کی اجازت دے دی گئی؛ لیکن کچھ عرصہ بعد ٹکٹ آ گئے۔ جہاز یہاں سے عام دستور برما کے مطابق بجائے ساڑھے چھ بجے کے ڈیڑھ گھنٹے بعد پونے آٹھ پر روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں وزیر صاحب نے خود ساتھ لے کر ہوائی اڈے کی سیر کرائی، اور مولانا مظاہری صاحب کے دل چسپ جملے پورے عرصہ میں دل چسپی اور تفریح کا باعث بنے رہے، اور رنگون کی دل چسپ اردو کے نمونے سناتے رہے، پونے آٹھ پر ہم لوگ سوار ہوے، اور جہاز نے پرواز شروع کی، دو گھنٹے کا یہ طویل ہوائی سفر کافی دل چسپ رہا۔ راستہ میں سرسبز وشاداب پہاڑوں کا طویل وخوش نما سلسلہ ہے۔ اس علاقہ پر جہاز کی بلندی غیر معمولی ہو جاتی ہے، جہاں سے پتھروں کے یہ عظیم پیکر بچوں کے گھروندے معلوم ہوتے ہیں، پہاڑی سلسلہ ختم ہوتے ہی میدانی علاقہ میں نہروں کا عجیب وغریب جال بچھا ہوا ہے، جو سب کی سب سمندر میں جا گرتی ہیں۔ اس منظر کی دل کشی بے مثل معلوم ہوتی ہے، یہاں سے گزر کر اب جہاز کی پرواز عین سمندر کے اوپر شروع ہوگئی، جو اس کی علامت تھی کہ اب ''اکیاب'' قریب آ گیا۔ دو گھنٹے کا یہ وقفہ پورا ہوا، اور ٹھیک پونے دس بجے جہاز اکیاب ائیرپورٹ پر اتر گیا۔ یہاں جہاز اترنے کی سڑک جالی دار لوہے کی بنی ہوئی ہے، جس پر جہاز کے اترنے سے عجیب جھنجھناہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

جہاز سے اترے، تو سب سے پہلے مولانا محمد حسین صاحب اکیابی فاضل

دیوبند، مدرسہ تکمیل العلوم اکیاب نے استقبال ومصافحہ کیا، اور پھر دیگر مدرسین وعلمائے کرام نے۔ ارکان کے پورے علاقہ میں ہزاروں کی تعداد میں فاضل دار العلوم موجود ہیں، جو سب کے سب اس موقع پر موجود تھے، ان کی مسرت ان کے چہروں پر کھل رہی تھی، منگڈو، بوتھی ڈنگ سے علماء کا بڑا مجمع کئی روز سے آیا ہوا تھا۔ ہوائی اڈے کے میدان میں ہزاروں کی تعداد میں مجمع عظیم موجود تھا۔

ارکان کی سرحد مشرقی پاکستان سے ملتی ہے، یہاں ہزاروں کی تعداد میں تقریباً ایک صدی سے بنگالی حضرات آباد ہیں، جو اس طویل عرصہ میں اگرچہ ضابطہ کے لحاظ سے برمی بن چکے ہیں؛ لیکن ابھی تک انہوں نے زبان کو سنبھال رکھا ہے، اور عام طور پر طرز معاشرت ارکان وبنگال کا قریب ہی قریب ہے۔ یہاں اصل برمی قوم ''ممگ'' ہے، جو نہایت وحشی اور جاہل ہے، ساتھ متعصب بھی، مگوں کی اکثریت وغلبہ کی وجہ سے یہاں کے مسلمان پریشان حال بھی ہیں، اور غریب بھی۔ شام تک ملاقاتوں وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا، قیام جناب مارکن صاحب کے مکان پر ہوا، جو یہاں کے ممتاز شہری اور تاجر ہیں۔ نماز عشا کے بعد جامع مسجد اکیاب میں عظیم الشان اجتماع ہوا، جس میں حضرت مہتمم صاحبؒ نے ڈھائی گھنٹے تقریر فرمائی، تقریر پر یہاں کے علماء نے بطور خاص اپنے تاثر ومسرت کا اظہار فرمایا۔

شہر اکیاب کے مختلف مقامات کا دورہ:

آٹھ بجے صبح کو داعی صاحب اور دیگر حضرات نے موٹر پر پورے شہر کی سیر کرائی، جس میں میزبان صاحب کا آفس، مختلف سمندری گودیاں، جہازوں کے ٹھیک ہونے کے بڑے بڑے کارخانے، چاول کے لدان کے اسٹاک ہال وغیرہ

شامل تھے۔ دس بجے مولانا محمد حسین صاحب کی دعوت پر براہِ راست مدرسہ تکمیل العلوم اکیاب تشریف لے گئے، جہاں حضرت مہتمم صاحبؒ نے یہاں کی منتہی جماعت طلبہ کو مشکاۃ کا نصف گھنٹہ درس دیا، اس میں خود مولانا محمد حسین صاحب فاضل دیوبند، بانی مدرسہ، و دیگر علماء وفضلائے دارالعلوم، جو اِس وقت یہاں کے بڑے علماء میں ہیں، جماعت طلبہ کی صف میں جا کر بیٹھے، اور چند منٹوں کے لیے پھر دارالعلوم کی سی زندگی ان کے لیے لوٹ آئی، جس پر وہ بے حد مسرور تھے۔ حضرت مہتمم صاحبؒ نے ''اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ'' پر پون گھنٹہ تقریر فرمائی۔ مدرسہ ہذا میں اسی سال سے مشکاۃ شریف کا درس شروع کرنے کی تجویز ہوئی، باضابطہ درس آئندہ سال ہوگا؛ لیکن طلبہ کو آئندہ سال مشکاۃ شریف پڑھنی ہے، اس موقع پر تبرکاً حضرت مہتمم صاحب سے آغازِ درس حدیث کرایا گیا۔ اس درس میں عوام کا بھی ایک بڑا مجمع شریک تھا۔

مدرسہ ہی میں اس وقت حضرت کو دعوت طعام دی گئی، جس میں تمام معززین شہر اور بیرونی ومقامی علماء کو مدعو کیا گیا تھا۔ درس کے بعد وہیں کھانے وغیرہ سے فارغ ہوئے، اور واپس قیام گاہ تشریف لے گئے۔ دو گھنٹے آرام کے بعد نماز ظہر پڑھ کر پھر مدرسہ مذکورہ پہونچے، جہاں اس وقت جلسۂ عام کا انتظام تھا، مدرسہ کا عظیم میدان مجمع کے لیے ناکافی ہوگیا، طلبہ نے عربی، اردو اور برمی زبانوں میں تقریر کی، اس کے بعد مولانا سعید احمد صاحب، فاضل ندوۃ العلماء لکھنؤ، مدرس مدرسہ ہذا نے سپاس نامہ پیش کیا، جس میں ارکان میں اسلام میں داخل ہونے کی تاریخ عمدہ ترتیب سے پیش کی گئی تھی، اس کے جواب میں حضرت مہتمم صاحب نے نہایت جامع تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ: ارکان کی اسلامی

تاریخ معلوم کر کے مجھے بے حد مسرت ہوئی؛ لیکن واقعات فی نفسہ کوئی چیز نہیں، ان کو دیکھنے میں انسان وحیوان برابر ہیں، دن رات کے لوٹ پھیر کو وہ بھی دیکھتے ہیں، اور ہم بھی؛ لیکن واقعات سے عبرت ونصیحت اور نتیجہ آفرینی اصل چیز ہے، یہی انسان کا امتیاز ہے۔ عنوان کی دل چسپی اور بیان کی جامعیت نے اس تقریر کو ایک تاریخی اور یادگار تقریر بنا دیا۔ حضرت کی تقریر کے اختتام پر جمعیۃ العلماء ارکان کی جانب سے سپاس نامہ پیش کیا گیا، جس پر دوبارہ حضرت نے مختصر سی تقریر شکریہ فرمائی۔

نماز عصر پڑھ کر یہاں کی لبِ سمندر کی مشہور تفریح گاہ چلے گئے، جہاں سمندر کی موجیں سمندر کے متصل پہاڑی ٹیلوں سے ٹکرا رہی ہیں، یہاں ایک خوب صورت مینارہ بنایا گیا ہے، جس سے منظر کی دل کشی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ کچھ دیر یہاں ٹھہر کر اس کے قریب ہی کے اس تاریخی پہاڑی پر تشریف لے گئے، جہاں تاریخی ثبوت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ بتلایا گیا ہے کہ اس کنارہ پر صحابہؓ کا جہاز خراب ہوگیا تھا، اور وہ حضرات قیام پر مجبور ہوئے، پہاڑ کے اس حصہ پر اس وقت ایک قبہ بنا ہوا ہے، برابر میں ایک مسجد بھی ہے، یہاں دیر تک ٹھہرے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ اعلاء کلمۃ الحق کے ذوق پر عبرت خیز گفتگو ہوتی رہی۔ قبیل مغرب واپس آگئے، جامع مسجد میں ایک بڑا مجمع داخل سلسلہ ہونے کا منتظر تھا، اور عشاء کے بعد سے گیارہ بجے تک حسب معمول علمی مجلس جاری رہی، جس میں اکابر دیوبند کے واقعات زیر تذکرہ آتے رہے۔

اکیاب ایئرپورٹ پرعوامی چندہ کا دیدہ زیب منظر:

نماز فجر کے بعد معمولات سے فارغ ہوکر ناشتہ کیا، اور اس کے بعد مارکن صاحب داعی کے دفتر میں گئے، جو دریا کے کنارہ واقع ہے، دفتر سے گودی پر جانا ہوا، واپسی میں مدرسہ دارالعلوم ناظر پاڑہ گئے، یہ ایک معتدبہ مدرسہ ہے، جس میں فضلائے دارالعلوم ہی مصروف خدمت ہیں، یہاں مختصراً درس مشکاۃ شریف ہوا، دس بجے قیام گاہ پرآ کر جناب سلطان احمد صاحب، مل مالک کا پرچہ ملا، جس میں انہوں نے حضرت قبلہ کو اپنے مکان پر آنے کی دعوت دی تھی؛ لیکن داعی صاحب کی، اور سلطان صاحب کی باہمی مخاصمت تھی؛ اس لیے انہوں نے پرزور مخالفت کی؛ لیکن حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ: ہمارا تعلق بواسطۂ دارالعلوم ہے، اور دارالعلوم سب کا ہے؛ اس لیے میں ضرور حاضر ہوتا ہوں؛ لیکن اب جب کہ روانگی میں صرف ایک گھنٹہ باقی ہے، اور ملاقات کرنے والے ہجوم کرکر کے یہاں آرہے ہیں، میں اس صورت میں نہیں جاسکوں گا۔ اگر وہ ملنا چاہیں، تو ہوائی اڈے پر تشریف لے آئیں۔ چناں چہ سلطان صاحب وہاں پہونچے؛ لیکن حضرت مہتمم صاحب تک نہیں پہونچ سکے، جس کی وجہ بھی معلوم نہیں ہوسکی۔

ساڑھے بارہ بجے ہوائی اڈے کے لیے روانگی ہوئی، بہت سے حضرات خود حضرت مہتمم صاحبؒ کے ساتھ موٹروں میں روانہ ہوے، اور باہر سے آئے ہوے علماء وفضلائے دارالعلوم اپنے طلباء اور رفقاء کے ساتھ پیدل ہی پہونچ چکے تھے، نیز شہر کا ایک عظیم الشان مجمع کافی دیر پہلے وہاں جمع ہو چکا تھا۔ حضرت مہتمم صاحب کے پہونچنے پر ایرڈروم ''زندہ باد'' کے نعروں سے گونج اٹھا، اس

مظاہرۂ اخلاص کے بعد لوگ جمع ہوگئے، اور سادہ لوح؛ لیکن بااخلاص غرباء نے ایک اور دودو روپیہ دارالعلوم کے لیے پیش کرنا شروع کیا، یہ وقت اگرچہ اس کا نہیں تھا؛ لیکن حضرت مہتمم صاحب نے ان کی دل داری کے لیے بذات خود مختلف چھوٹے چھوٹے پرچوں پر ان بےلوث غرباء اور مساکین کے پتے لکھ کر یہ چندے جو مقدار میں ہلکے ہونے کے باوجود خلوص کا بےکراں وزن رکھتے تھے، قبول فرمائے، اور حضرت بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمہ کی الہامی وصیت کے مطابق برکت وامداد غیبی کے سرچشمے ان ہی سے پھوٹتے ہیں۔ جہاز ایک گھنٹہ لیٹ پہونچا؛ اس لیے یہ سلسلہ طویل تر ہوگیا، اور تقریباً دوڈھائی سو روپے ان حضرات نے پیش فرمائے، جہاز آیا، اور الوداعی ملاقاتوں کے بعد پرشور نعروں کے ساتھ ان محبین نے رخصت کیا۔ دو گھنٹے کا یہ ہوائی سفر سوا دو بجے دوپہر کو شروع ہوا، اور ٹھیک سوا چار بجے رنگون ائیرپورٹ پر جہاز بخیریت اتر گیا۔ اس سفر میں حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ راقم الحروف، اور میزبانِ محترم مسٹر اسماعیل باگیا صاحب تھے۔ قیام گاہ پہونچ کر جمع شدہ ڈاک دیکھی، نماز عصر کے بعد لوگ آنے شروع ہوگئے، اور یہ سلسلہ حسب معمول گیارہ بجے تک جاری رہا۔

بوڑھوں کا گھر: ایک عبرتناک تاریخ:

ناشتہ سے فراغت کے بعد مختلف حضرات آتے رہے۔ دس بجے مولانا ابراہیم احمد مظاہری صاحب تشریف لائے، اور اپنے قائم کردہ ''بوڑھوں کے گھر'' تشریف لے گئے۔ اس عجیب گھر کے پیچھے ایک عبرتناک تاریخ ہے، اور وہ یہ ہے

کہ امریکن عیسائی مشنری نے سب سے پہلے اس قسم کا ایک گھر قائم کیا، اور ہر قسم
کی رہائشی آسائشیں اس میں مہیا کیں، اور اس میں مفت خدمت ور ہائش کا انتظام
کر کے ہر قوم و مذہب کے لاوارث و پریشان بوڑھوں کو رکھنے کا انتظام کیا۔ رفتہ
رفتہ اس میں سات بوڑھے مسلمان بھی پہونچ گئے، جن میں ایک حافظ قرآن بھی
تھے، اور ان سہولتوں کا معاوضہ یہ وصول کیا گیا کہ ان مسلمانوں کو بھی گرجا گھر میں
لے جا کر اور ان کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر ''عیسائی'' بنالیا گیا۔

جب اس کی اطلاع مولانا مظاہری صاحب کو ہوئی، تو طبعاً انہیں تجسس پیدا
ہوا، اور رنگون ہی کے ایک مخیّر تاجر شیخو بھائی صاحب کی معاونت سے اسی طرز پر یہ
بوڑھوں کا گھر قائم کیا، اور بڑی رسّا کشی کے بعد ان ساتوں بوڑھوں کو وہاں سے
نکال لیا، جہاں چند روٹیوں کے عوض ان کی متاعِ ایمان خریدی جارہی تھی، ان میں
بعض ہندوستانی تھے، اور بعض پاکستانی، ان کی خواہش پر ان کے لیے اپنے اپنے
وطن جانے کا انتظام کر دیا گیا، اس وقت تین بوڑھے وہاں موجود ہیں، جن کی پوری
خدمت بھی ہو رہی ہے، اور ان کو مختصراً دینی معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ
عمارت ایک باغیچہ میں ہے، جہاں ساتھ ہی ایک بچوں کا مکتب اور مسجد بھی ہے۔
حضرت مہتمم صاحبؒ نے ان حضرات کی اس خدمت کو بہت زیادہ سراہا۔

نسبتوں کا احترام کیجیے:

واپس آکر ظہر بعد آرام کیا، اور عصر کے بعد جناب سلیمان اسحاق بھومدت
صاحب کی دعوت پر ''پاک لین باغیچہ'' میں گئے، جھیل کے کنارے داعی صاحب
نے نہایت خوب صورت بنگلہ تعمیر کیا ہے، نہایت خوش منظر جگہ ہے۔ یہ دعوت

حضرت مہتمم صاحب کے اعزاز میں نہایت وسیع پیمانے پر دی گئی، جس میں دوسو
سے زائد معززین شہر کے علاوہ دونوں مسلم وزراء: عزت مآب عبدالرشید
صاحب، اور عزت مآب عبداللطیف صاحب بھی شریک تھے۔ قبیل مغرب
جناب مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل دیوبند نے حضرت مہتمم صاحب کی
خدمت میں عربی سپاس نامہ، جو نہایت وسیع کلمات پر مشتمل تھا، جس کے جواب
میں حضرت مہتمم صاحبؒ نے جوابی تقریر تقریباً پون گھنٹہ ارشاد فرمائی۔ آپ نے
فرمایا کہ: مولانائے محترم نے سپاس نامے میں دو چیزیں ارشاد فرمائی ہیں: ایک
میری ذات سے متعلق کلمات توصیف ہیں، جو مولانائے موصوف کے حسنِ ظن
اور کریم النفسی کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے ایک بھائی کی عزت افزائی
فرمائی، دوسرے: میری نسبت سے متعلق، سو اس سے مجھے انکار بھی نہیں؛
کیوں کہ وہ میرا اپنا گمان نہیں ہے، اور نسبتوں کی توقیر خود منشأ شریعت ہے۔
قرآن کریم نے فرمایا کہ: اولاد میں اگر ایمان موجود ہو، تو مراتب میں ترقی دے
کر ان کو صالح ماں باپ کے مساوی کر دیا جائے گا۔ ایسے ہی کتاب اللہ، رسول
اللہ، بیت اللہ؛ کی عظمت کی وجہ ''نسبت مع اللہ'' ہے۔ ذرہ میں چمک آفتاب کی
ہوتی ہے، اس کا کمال صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ آفتاب سے منہ نہ موڑے، تو ہمارا
وصف کمال بے کمالی کے ساتھ صرف یہی ہے کہ ہم نے جماعت مقبولین کے ان
آفتابوں سے منہ نہیں موڑا، اور اس پر ہم حق تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ مغرب کے
وقت یہ تقریر ختم ہوئی۔ یہ تقریر اختصار کے باوجود نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔

کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد دونوں مسلم وزراء نے خلوت میں دے
کر حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کیں، جس میں مختلف علمی اور فقہی مسائل

زیر تذکرہ آئے، ساتھ ہی ان دونوں نے دارالعلوم کی جمع شدہ رقم کے بارے میں
پوری سہولتیں مہیا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عشاء بعد قیام گاہ پر پھر حسب معمول مجلس
مذاکرہ رہی، جو گیارہ بجے تک جاری رہی۔

برمی باغیوں کی باغیانہ سرگرمیاں افسوسناک:

صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک میزبانِ محترم مسٹر
اسماعیل صاحب باگیا صاحب نے سلیمان مدھا صاحب کے صاحبزادہ: مسٹر
''موسیٰ'' مدھا کے گزشتہ رات میں اغوا کیے جانے کی افسوناک اطلاع دی، یہ
ایک انتہائی طریقہ یہاں باغیوں نے جاری کر رکھا ہے، کہ کسی مالدار وسرآوردہ
شخص کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، اور پھر بذریعۂ ڈاک متعلقین سے ایک زبردست
رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، جو اگر اچانک وقت مقررہ پر ادا کردی گئی، تو چھوڑ دیتے
ہیں؛ ورنہ قتل کر ڈالتے ہیں۔ مدھا صاحب چھتری وصابن کے کارخانے دار، اور
کروڑ پتی لوگوں میں ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے
ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب مع راقم الحروف اور باگیا صاحب، مدھا صاحب کے
یہاں مواسات کے لیے تشریف لے گئے۔ ضعیف العمری میں مدھا صاحب کے
لیے یہ حادثہ انتہائی صبر آزما بنا ہوا ہے۔ حق تعالیٰ موصوف کے صاحبزادے کو
بخیریت واپس پہونچادے۔ تقریباً نصف گھنٹہ وہاں ٹھہر کر موعودہ پروگرام پر روانہ
ہوے۔ نو بجے جناب بخشش احمد صاحب فیض آبادی، سکریٹری مسلم انجمن رنگون
کی دعوت پر انجمن کے خصوصی اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔
سکریٹری صاحب نے نہایت وقیع الفاظ میں تعارف کرایا، اور

ممبران سے ملایا، پھر حضرت مہتمم صاحب سے درخواست کی کہ ہمیں کچھ نصیحت
فرمایئے۔ حضرت مہتمم صاحب نے ایک مختصر تقریر ''موضوعِ اجتماعیت'' پر فرمائی،
اور ''اس کی شرعی حیثیت اور مطلوبیت'' کو دل نشیں انداز میں واضح فرمایا، اور
اراکین کو اس اجتماعی خدمت پر مبارک باد کے ساتھ خلوص نیت کی تلقین فرمائی۔
بعد میں سکریٹری صاحب نے انجمن کی اجتماعی تاریخ اور خدمات بیان کیں، اور
پھر ممبران انجمن کی جانب سے مبلغ اٹھارہ سو روپے دارالعلوم دیوبند کے لیے پیش
فرمایا۔ فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ!

گیارہ بجے قیام گاہ واپس آکر آرام کیا۔ عصر کے بعد جناب حاجی محمد
سلیمان خانجی تاجر کی طرف سے اسی ''پاک لین'' میں اعزازی دعوت دی گئی،
اس میں بھی شہر کے تمام ہی معززین موجود تھے۔ اس موقع پر بھی وزیر عدل مسٹر
عبداللطیف صاحب اسی بے تکلفی کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب سے عملی استفادہ
کرتے رہے۔ آٹھ بجے واپس آئے، آج نو بجے حضرت کی الوداعی تقریر گلی
۲۶ر میں ہے؛ اس لیے نماز سے فارغ ہو کر حضرت مہتمم صاحب اجلاس میں
تشریف لے گئے، جہاں آپ نے اہل رنگون اور اہل برما کی مہمان نوازی پر
نہایت لطیف پیرائے میں شکریہ ادا فرمایا، اور ساتھ ہی حقیقت شکر پر مبسوط علمی
تقریر فرمائی، جس میں مراتب وثمرات شکر پر حقائقِ شرعیہ بیان فرمائے، جس پر
متعدد ارباب علم نے بے ساختہ کہا کہ: شکر کی حقیقت ہم پر آج منکشف ہوئی ہے،
یہ عظیم الوداعی نسبت تاثیر وتاثر کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر کامیاب رہا، اور
حاضرین تاثر کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب کی واپسیٔ وطن پر بادیدۂ تر مل کر
اظہار عقیدت ونیاز کر رہے تھے۔ گیارہ بجے واپسی ہوئی، سامانِ سفر کی تیاری کی؛

کیوں کہ کل شام کو روانگی ہے، صبح سے مسلسل پروگرام ہے، جس میں تیاری کا
موقع نہیں ملے گا۔

۲۱؍فروری کو رنگون سے روانگی:

آج رنگون سے روانگی کا دن ہے، پانچ بجے شام کو ایس ایس سانتھیا بحری
جہاز پر سوار ہو جانا ہے، جو رات کو رنگون بندرگاہ پر کھڑا، اور علی الصبح روانہ ہوگا۔
نماز فجر کے متصل بعد جناب ایس ایم بھیات صاحب ٹریولنگ ایجنٹ نے چائے
پر مدعو کیا، موصوف ہی نے حضرت کے اس جہاز سے ٹکٹوں وغیرہ کا انتظام کیا تھا۔
وہاں سے فراغت کے بعد بعض دوسرے محبین چند چند منٹ کے لیے اپنے اپنے
مکانات پر بغرض حصول برکت لے گئے۔ آٹھ بجے ایچ اے عزیز اینڈ کو مالک جو
حکیم صاحب کے نام سے مشہور ہیں، اپنے کارخانہ لے گئے۔ یہ رسّے بنانے کا
کارخانہ ہے، جہازوں کی لنگر اندازی کے زبردست رسّے یہاں مشینیں تیار
کررہی ہیں، یہ کارخانہ نہایت عظیم الشان ہے، عجلت کے باوجود ایک گھنٹہ صرف
ہوا، پھر نو بجے کا وقت جناب شیخ بشیر صاحب، جو پنجابی الاصل ہیں؛ لیکن اب
برمی ہیں، نے اپنا ربڑ کا کارخانہ دکھلانے کے لیے اصرار لے رکھا تھا، وہاں جانا
پڑا۔ اس کارخانہ میں ربڑ اور کپڑے کے جوتے اور سائکل کے ٹیوب بنتے ہیں۔
یہ برما بھر میں سب سے بڑا کارخانہ ہے، اس میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا۔

برما کے وزیر اعظم اور دارالعلوم کے لیے جذبات عقیدت:

یہاں سے واپسی پر گیارہ بجے کا وقت بغرض ملاقات وزیر اعظم برما جناب
''اونو'' صاحب نے لے رکھا تھا، حضرت مہتمم صاحب براہِ راست مقررہ وقت پر

وہاں تشریف لے گئے، موصوف اس سے قبل خود تشریف لاکر ایک شادی کے
موقع پر ملاقات کر چکے تھے۔ مذہباً ''بدھسٹ'' ہیں؛ لیکن مذہبی رجحانات بہت
زیادہ رکھتے ہیں، اپنے مذہب کی پوری پابندی کرتے ہیں، اور ساتھ ہی دیگر
مذاہب کے مذہبی لوگوں سے گہری دل چسپی ہے۔ چناں چہ حضرت مہتمم صاحب
سے مذہبی موضوع پر دیر تک ترجمان کے ذریعہ گفتگو کرتے رہتے، اور دارالعلوم
دیوبند کی علمی تاریخ بڑی دل چسپی سے سنتے رہے، واپسی کے وقت نہایت
مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مبلغ دو ہزار روپے دارالعلوم کے لیے پیش فرمایا،
جس پر حضرت مہتمم صاحب نے وقیع الفاظ میں موصوف کا شکریہ ادا کیا۔

آج شب میں وزیر عدل مسٹر عبداللطیف صاحب نے حضرت مہتمم صاحب
کے اعزاز میں زبردست دعوت پہلے دے رکھی تھی؛ کیوں کہ سابقہ اطلاع یہ تھی کہ
جہاز ۲۲؍کو مسافر لے گا، اور تئیس کی صبح کو چلے گا؛ لیکن جہاز کا پروگرام ایک مقدم
ہوگیا۔ دعوت رات کو آٹھ بجے تھی، اور قاعدہ کے مطابق مسافروں کو پانچ بجے
جہاز پر چڑھ جانے کی اطلاع مل چکی تھی؛ لیکن وزیر موصوف نے خصوصی طور پر
حضرت مہتمم صاحب اور ان کے رفقاء کے لیے استثنا کرایا، اور رات کو گیارہ بجے
دعوت وتقریر سے فراغت کے بعد جہاز پر جانا طے ہوا؛ چناں چہ سامان پانچ بجے
ہی چند حضرات لے گئے، اور حضرت مہتمم صاحب کو بندرگاہ تک جانے کی زحمت
نہیں دی گئی۔ اسی طرح وزیر موصوف نے کسٹم کے عمومی ضابطہ سے بھی حضرت
مہتمم صاحب کے سامان کو مستثنیٰ کرنے کا آڈر جاری فرمایا۔ خیال تھا کہ کھڑے
ہوکر رات کو آٹھ بجے جہاز گودی چھوڑ دے گا، اور پانی کی کمی وجہ سے نصف میل
کے فاصلہ پر رات گزارے گا۔ اس پر وزیر صاحب نے حضرت مہتمم صاحب کو مع

رفقاء جہاز تک پہونچانے کا اپنی سرکاری موٹر لانچ کے ذریعہ انتظام فرمادیا۔
نہایت اطمینان سے نماز مغرب قیام گاہ پر ادا کی، جہاں مولانا مظاہری اور مفتی محمود صاحب کے علاوہ ایک بڑا مجمع موجود تھا۔ معمولات سے فارغ ہو کر حضرت مہتمم صاحب مع ان تمام حضرات کے جو سب کے سب وزیر صاحب کے یہاں مدعو تھے، روانہ ہوے۔ وزیر صاحب کا بنگلہ جو ایک خوب صورت باغیچہ میں واقع ہے، بقعۂ نور بنا ہوا تھا، اور ایک بڑا مجمع منتظر تھا۔

ادھر زنان خانہ میں بیگم لطیف صاحبہ نے حضرت مہتمم صاحب کی اہلیہ محترمہ کے اعزاز میں خواتین کو مدعو کیا تھا، یہ دعوت ایک امتیازی حیثیت رکھتی تھی۔ کھانا کھلانے کے فرائض خود وزیر صاحب موصوف اپنے ملازمین کے ساتھ گھوم پھر کر انجام دے رہے تھے، اور ان کی یہ بے تکلفی قابل رشک نظر آرہی تھی۔

دعوت کے بعد باہر لائن میں تقریر کا انتظار تھا۔ آل برما ریڈیو کی ٹرانس میٹر لاؤڈ اسپیکر حضرت مہتمم صاحب کی تقریر کا ریکارڈنگ کرنے کے لیے منگائی گئی تھی۔ حضرت مہتمم صاحب کی تقریر شکر و امتنان پر مشتمل تھی۔ اختتام تقریر پر وزیر صاحب نے یہ ریکارڈ سنایا، جو نہایت صاف اور طبعی آواز میں تھا۔ روانگی کے وقت وزیر صاحب بنفس نفیس بندرگاہ تشریف لائے اور جہاز پر اوپر تک آ کر الوداع کہا۔ بندرگاہ پر ایک بڑا مجمع موجود تھا۔ جہاز کے اندر آنے والوں میں پورا باگیا خاندان تھا، اور اس کے علاوہ مولانا مظاہری، مفتی محمود صاحب، وزیر صاحب اور دیگر معززین تھے۔ یہ سب حضرات نہایت محبت واحترام کے ساتھ رخصت کر کے سوا گیارہ بجے واپس ہو گئے۔

۲۲ رفروری کو رنگون سے کلکتہ کے لیے محو سفر:

رات بھر بندرگاہِ رنگون پر کھڑے رہنے کے بعد جہاز صبح آٹھ بجے روانہ ہوا، حضرت مہتمم صاحبؒ نے حسب معمول تصنیفی کام شروع فرمادیا، آپ کی اکثر تصانیف دورانِ سفر میں تحریر ہوئی ہیں؛ کیوں کہ اس میں ہی لمحات فرصت زیادہ میسر آتے ہیں، اور اس میں ریل کی حرکت بھی مانع نہیں بنی، اور یہاں تو پانی جہاز میں حرکت ہی محسوس نہیں ہوتی، اور پھر قیام تین چار روز مسلسل؛ اس لیے آپ نے زیرِ تصنیف رسالہ "علم غیب" کی محققانہ تکمیل اس سفر میں شب وروز لگ کر فرمالیں، جس کا ایک حصہ دورانِ سفر ہی میں راقم الحروف کو بھی سنایا۔ اسی جہاز میں مولوی عبدالحمید صاحب جماعت تبلیغ کی جانب سے جاپان سے واپس آرہے تھے، وہ بھی بعض اوقات استفادہ فرماتے، ان کے ساتھ ایک جاپانی مسلمان تھے، جن کو تربیت کے لیے ہندوستان لایا گیا تھا۔

۲۳ رفروری:

بحری سفر جاری رہا، اور سلسلۂ تصنیف بفراغ وقت چلتا رہا۔

۲۵؍فروری:

ایک سعادتِ عظمیٰ اور بشارتِ کبریٰ

حضرت ابی محترم مدظلہ کا ایک مبارک خواب

سفر رنگون سے واپسی میں ۲۴؍ رجب ۱۳۷۶ھ؍ ہجری، ۲۵؍ فروری ۱۹۵۷ء؍ یوم دوشنبہ کو اخیر شب میں جہاز ہی میں حضرت قبلہ مدظلہ نے یہ خواب دیکھا، جو احقر کو صبح ہی سنایا۔ فرمایا کہ:

''میں نے دیکھا کہ: میں اور تم، یعنی احقر محمد سالم کسی دوسرے شہر میں ہیں، مجھے معلوم ہوا کہ اس شہر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ یہ سن میں تنہا ان کو تلاش کرتا ہوا، ان تک پہونچ گیا، ملاقات ہوئی، تو نہایت بزرگانہ شفقت سے پیش آئے۔ ملاقات کے بعد یہ یقین خواب ہی میں ہوگیا کہ میں ''تابعی'' بن گیا؛ چوں کہ عیاناً ایک صحابی ومقرب کی زیارت سے مشرف ہوگیا۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور ساتھ ہی دل میں یہ داعیہ بھی پیدا ہوا کہ تمہیں: محمد سالم کو بھی ملاؤں، تو قیام گاہ واپس آیا، اور تم سے کہا: اس شہر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں، میں نے زیارت کرلی، اور الحمد للہ! تابعی بن گیا، تم بھی یہ شرف حاصل کرلو۔ یہ سن کر تم بڑے شوق سے میرے ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو مکان بھی یہیں ہے، تو میں اور تم ان کے مکان پر ہی حاضر ہوے، وہاں جا کر دیکھا، تو وہ اپنا ہی قدیم جدّی مکان ہے، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ والا، اور وہاں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود ہیں،

اور ان کی والدہ بھی، یعنی بڑی دادی۔ یہ دیکھ کر ہمیں اور بھی زیادہ خوشی ہوئی، اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی کہا کہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہاں رہتے ہیں، اور ابھی تشریف لاتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو میں نے نہایت ادب سے ملاقات کی، تو پھر انتہائی شفقت فرمائی۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ:

حضرت! یہ ''سالم'' آیا ہے، تو اس پر تم سے ملاقات کے لیے اس طرح بڑھے، جیسے منتظر ہی تھے۔ تم نے ادب سے جھک کر ملاقات کی، تو میں نے کہا کہ: معانقہ کرو، تم بڑھے اور ادب کی وجہ سے رک گئے، تو فرمایا کہ: بس ٹھیک ہے، اور خود سے انہوں نے ہی معانقہ کیا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔

اس بعد معلوم ہوا کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے جاتا تھا، تو میں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ: حضرت! ہمیں ان برتنوں کی زیارت کرادیجیے، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا جاتا تھا۔ فرمایا: بہت اچھا، اور یہ فرما کر اندر سے ایک مونجھ کا پیالہ لایا، جس میں اندر بال سے کھڑے ہوے ہیں، اور فرمایا: اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا جاتا تھا۔ تو ہم نے اس پیالہ کو چوما اور ادب سے سر پر رکھا، اور دیر تک اس سے اکتساب فیض کیا، اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

احقر سے بعد میں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ: یہ خواب میرے اور تمہارے حق میں ان شاء اللہ! فالِ نیک ہے، اور فرمایا: اماں عائشہؓ اور دادی بُوَ کی مقبولیت کا بھی اس سے اندازہ ہوتا ہے۔

(محمد سالم قاسمی)

جہاز تین بجے پہونچ گیا تھا؛ لیکن کسٹم وغیرہ کے انتظار میں کچھ وقت لگا۔ کلکتہ کی بندرگاہ پر حاجی عارف صاحب، بابو صاحب، وصاحبزادہ حاجی غلام رسول صاحب، اوران کی فرم کے دوسرے حضرات کاریں لیے ہوئے تھے۔ کسٹم کے جدید ضوابط کے رو سے کسٹم ہاؤس میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں؛ اس لیے خیال تھا کہ سامان وغیرہ کی دیکھ بھال اسی جزرسی سے ہوگی، جس سے عام طور پر ہوتی ہے؛ لیکن اچانک ضابطہ کے نمبر کے خلاف بہت سے لوگوں کو چھوڑ کر خود بخود کسٹم والے حضرت مہتمم صاحب کی جانب متوجہ ہوئے، اور نہایت متانت سے ایک دواعداد کو سرسری دیکھ کر بقیہ تمام کو پاس کردیا، اور بسہولت یہ مرحلہ طے ہوگیا۔ کلکتہ کے محبین ومخلصین سے باہر آکر ملاقات ہوئی۔ قبیل مغرب قیام گاہ: دولت کدۂ عالی جناب شیخ ''غلام رسول'' صاحب پر پہونچے۔ نماز مغرب کے بعد مختلف حضرات بغرض ملاقات تشریف لاتے رہے۔

۲۶/فروری میں کلکتہ میں ضیافت:

نماز فجر کے بعد جناب مولانا ضیاء الدین صاحب، فاضل دیوبند نے حضرت مہتمم صاحب کو دعوت چائے دی، جس میں مولانا حمید الدین صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ کلکتہ مع دیگر حضرات علماء نے شرکت فرمائی۔ دس بجے قیام گاہ مولانا سعید احمد صاحب، پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ بغرض ملاقات تشریف لائے، اور دیر تک دل چسپ علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ چار بجے شام کو مولانا حمید الدین صاحب نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کو مدعو فرمایا، اور اس میں بھی پرنسپل صاحب مولانا ضیاء الدین صاحب، مولانا محمود حسن صاحب اور بعض معززین شریک تھے، اس میں علم حدیث کے بعض اہم موضوعات زیر تذکرہ آئے، اور اس

غذائے روحانی نے اس قدر طول پکڑا کہ عصر سے عشاء تک وقفۂ نماز کے علاوہ مسلسل یہ مجلس جمی رہی، اور استفادہ کا موقع ملتا رہا۔

نماز عشاء کے بعد آج ''کولوٹولہ جامع مسجد'' کلکتہ میں مولانا ضیاء الدین صاحب کے زیر انتظام جلسۂ عام منعقد ہوا، جس میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ستائیسویں رجب کی مناسبت سے ''مسئلۂ معراج'' پر نہایت جامع اور مبسوط تقریر فرمائی۔ ڈھائی گھنٹے اس عارفانہ تقریر کے بعد یہ جلسہ ختم ہوا۔

۲۷/فروری میں دیوبند کے لیے روانگی:

آج کا دن فارغ رہا، سامان وغیرہ کی درستگی اور بعض ضروری چیزوں کی خرید کے بعد ملاقاتوں کے لیے حضرت مہتمم صاحب مختلف حضرات کے مکانوں پر تشریف لے گئے۔ اس عرصہ میں عالی جناب شیخ غلام رسول صاحب ڈھاکہ گئے ہوئے تھے، جن سے ملاقات نہ ہونے کا بڑا افسوس بھی رہا۔ آپ کے صاحبزادہ جناب شیخ زین العابدین صاحب نے نہایت مدارات کے ساتھ میزبانی فرمائی؛ لیکن ستائیس کو گیارہ بجے اچانک حاجی صاحب ڈھاکہ سے کلکتہ پہونچ گئے، اور ان کی ملاقات سے بے حد مسرت ہوئی، اور اسی طرح حضرت مہتمم صاحب کے قیام سے وہ خود بھی نہایت خوش ہوئے۔

شب میں دس بجے دہلی اکسپریس سے روانگی تھی۔ حاجی صاحب نے سامان وغیرہ کچھ لوگوں کے ہمراہ پہلے روانہ کردیا، اور حضرت مہتمم صاحب کو خود لے کر تقریباً پونے دس بجے حاجی صاحب اسٹیشن پہونچے۔ شہر کے اور بھی متعدد حضرات الوداع کہنے لیے تشریف لے آئے اور گاڑی چلنے تک سب حضرات وہیں رہے۔ دورات اور ایک دن کا یہ سفر پورا کرکے یکم مارچ کی صبح کو غازی آباد

سے گاڑی تبدیل کی۔

۲۸؍فروری: حکیم الاسلام کا سلسلۂ تصنیف:

یہ دن مسلسل سفر میں گزرا، جس میں حضرت مہتمم صاحب کا حسب معمول سلسلۂ تصنیف جاری رہا۔

یکم مارچ میں مظفرنگر اسٹیشن پر خیر مقدم:

یکم مارچ کو نماز فجر غازی آباد اسٹیشن پر ادا کر کے دوسری گاڑی میں سوار ہوگئے، پونے دس بجے گاڑی مظفرنگر اسٹیشن پر پہونچی۔ یہاں راقم الحروف کے دو بھائی: عزیزی مولوی محمد اسلم سلمہ و مولوی محمد اعظم کے علاوہ قاری محمد اخلاق احمد صاحب صدیقی، منیجر ادارہ تاج المعارف دیوبند، مولانا محمود احمد صاحب گل، ناظم شعبۂ تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند، سید محبوب صاحب رضوی، نگراں شعبۂ محافظ خانہ دارالعلوم دیوبند، مولوی عبدالواحد صاحب، ناظم محاسبی دارالعلوم دیوبند، سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر، مدیر رسالہ دارالعلوم دیوبند، اور دوسرے متعدد اراکین دارالعلوم دیوبند پر مشتمل ایک بڑا مجمع استقبال کے لیے آیا ہوا تھا۔ نصف گھنٹہ بعد دیوبند پہونچے، تو اسٹیشن پر حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی، شیخ المعقول دار العلوم، حضرت نائب مہتمم صاحب، مولانا معراج الحق صاحب، مدرس دارالعلوم، مولانا خالد سیف اللہ صاحب ناظم دارالصنائع دارالعلوم اور دیگر حضرات مدرسین وکارکنانِ دفاتر دارالعلوم، اور طلبۂ دارالعلوم کا ایک مجمع عظیم خوش آمدید کہنے کے لیے موجود تھا۔ یہ تمام حضرات نہایت محبت واخلاص کے ساتھ ایک عرصہ سے حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری کے بے چینی سے منتظر تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، اور اس کے بعد حضرت مہتمم صاحب زنان

خانہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کی والدہ محترمہ دو ماہ سے سخت علیل ہیں، ان کی علالت کی اطلاع پر ہی حضرت مہتمم صاحب نے واپسی پر عجلت فرمائی، اور بہت سے ضروری پروگراموں کو ملتوی فرمایا۔ طویل بیماری نے ان کو نہایت کمزور کر دیا ہے، عمر بھی اسی سال سے متجاوز ہے، انہوں نے اس بیماری میں بذریعۂ خطوط اس آرزو کا اظہار فرمایا کہ: ”میں چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ تمہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرلوں“۔ سعادت مندی کی یہ مثال بھی بہت مشکل سے ملتی ہے۔ والدہ محترمہ اپنے عظیم المرتبت بیٹے کی اس طویل مفارقت کے بعد سعادت ملاقات پر فرط مسرت سے آبدیدہ ہوئیں، اور دیر تک دعائیں دیتی رہیں۔

دارالعلوم دیوبند میں رودادِ سفر پر خطاب:

شام کو چار بجے برمی طلبۂ دارالعلوم نے جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے، حضرت مہتمم صاحب کو دعوت دی، جس میں اکابر اساتذہ کو بھی بلایا، اور سپاس نامہ پیش کیا۔ جواباً حضرت مہتمم صاحب نے شکریہ واحوال شکر پر مشتمل تقریر فرمائی۔ مختصر اس لیے کیا کہ آج ہی نماز عصر کے بعد طلبۂ دارالعلوم نے حضرت مہتمم صاحب سے اس کی درخواست کی تھی کہ ہمیں بھی تفاصیل سفر سنائی جائیں۔ چناں چہ نماز عصر کے بعد سے مغرب تک حضرت مہتمم صاحب نے برمی مسلمانوں کے دارالعلوم کے لیے گراں قدر عطیہ اور مہمان نوازی، اطراف برما کے سفر، وزیر اعظم ”اونو“ کی کرم فرمائی وغیرہ کا تذکرہ فرمایا، جس پر سب حضرات نے حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

ناظم محاسبی کی ترتیبی نظم دفتر اہتمام میں:

آج بعد نماز ظہر ناظم صاحب محاسبی دارالعلوم: مولوی عبدالواحد صاحب

نے من جانب شعبۂ محاسبی حضرت مہتمم صاحبؒ کو بخیر و کامیاب مراجعت پر دفتر اہتمام میں ایک بڑے مجمع کے ساتھ دعوت چائے دی، جس میں اپنے خلوص ومحبت کو نظم میں پیش فرمایا:

ترحیب

بخدمت فخر الاماثل، حضرت مولانا الحاج القاری محمد طیب صاحب، دامت برکاتہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

السلام اے طیب عالی مقام — السلام اے ماہتاب اہتمام
السلام اے قائد دار العلوم — اے تو شمع ملت خیر الانام
السلام اے یاد گار قاسمی — السلام اے مایۂ ناز کرام
مرحباً اہلاً وسہلاً مرحباً — از سفر واپس شدی باخیر تام
دائماً فخر الاماثل بودۂ — امتیاز تو مسلّم در انام
طرز تصنیف تو از حد دل پسند — در خطابت بے گماں ہستی امام
ساقیٔ صہبائے علم ومعرفت — ما ہمی خواہیم از تو دور جام
خطرۂ طیارہ از تو دور شد — فضل خاصِ ایزد است ایں لا کلام
شکر ایں انعام ربِّ ذو المنن — فرض بر آباد شد ہر صبح وشام
دائماً باشی تو در حفظ خدا — حق تعالیٰ دارَدَت فائز مرام
مہرِ اقبالت ہمیشہ در عروج — فیض تو سایہ فگن برما مدام

واحد شیریں سخن تاریخ گفت
آمدی باز آمدی باخیر تام

از نیاز مند: احقر عبدالواحد، ناظم محاسبی، دارالعلوم دیوبند

مجلس اصلاحِ نسواں
کا
ایک دینی اور تاریخی اجتماع

۱۸/جنوری ۱۹۵۷ء/ کا مبارک دن بھی ہماری مجلس کے ممبروں اور میرے لیے خاص طور سے یاد رکھنے کے قابل ہے؛ کیوں کہ اس دن کی بہت سی باتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں؛ اس لیے کہ آج میں ''استقلال'' کے صفحۂ خواتین کے ذریعہ اپنی بہنوں کی خدمت میں اس دن کی ڈائری کا ایک ورق پیش کر رہی ہوں۔ یہ وہ پر مسرت دن کی مبارک گھڑی تھی، جب کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری ''محمد طیب'' صاحب کی اہلیہ محترمہ ہماری مجلس میں تشریف لا رہی تھیں۔ صبح ہی سے انجمن کے اراکین پارٹی کی تیاری میں ''برما مسلم ہائی اسکو'' پہونچی ہوئی تھیں، یہ اسکول رایل لیک کے سامنے ایک بہت ہی پرسکون جگہ پر واقع ہے، وہیں پر اکثر ہماری مجلس منعقد ہوا کرتی ہے؛ کیوں کہ انجمن اصلاح نسوان کے صدر دفتر میں اتنی جگہ نہیں ہے کہ وہاں پر زیادہ مہمان جمع ہوسکیں؛ اس لیے ۱۹۵۱ء/ سے جب کہ ہماری مجلس کی ابتدائی بنیاد پڑی تھی، وہاں کے پرنسپل جناب ''صالح احمد'' کوتوال صاحب نے وہاں ہماری مجلس منعقد کیا کرنے کی اجازت دے رکھی تھی، اور اب بھی جب کہ وہاں پر نئے پرنسپل آئے ہیں، ان کے بھی خلوص وتعاون سے ہم آج تک وہیں پر مجلس منعقد کیا کرتی ہیں۔

اس دن حسب پروگرام دوپہر کو ظہر کی ماز کے بعد سوا دو بجے جناب اسماعیل محمد باگیا صاحب کی کار اسکول کے احاطہ میں داخل میں ہوئی، ممبران مجلس کی منتظر نگاہیں دروازے پر لگی ہوئی تھیں، بیگمِ طیب صاحبہ معہ اپنے معزز میزبان بیگمِ اسماعیل محمد باگیا صاحب، اور دیگر معزز خواتین کے ہمراہ تشریف لائیں، اور تمام بہنوں کے چہروں پر

مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

تنگیٔ وقت اور چند اہم مصروفیتوں کی وجہ سے اپنی بستی کے اطراف کی تمام مسلم بہنوں کو آپ سے تعارف کرانے کے لیے مدعو نہیں کر سکی؛ کیوں کہ صرف ممبرانِ مجلس ہی کو اخبار کے ذریعہ اطلاع دے کر بلایا تھا؛ مگر آپ سے ملنے کے اشتیاق میں اطراف کی بہت سی بہنیں بن بلائے بھی جمع ہو گئیں، جس سے ہمیں بے حد مسرت ہوئی۔

ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہیے کہ: ان بہنوں میں بعض ایسی بہنیں بھی شامل ہیں، جو کبھی ایسی مجلسوں میں شریک نہیں ہو سکیں؛ مگر ہماری معزز مہمان سے ملنے کا اشتیاق انہیں آج یہاں کھینچ لایا۔ خدا کرے کہ آپ کے خلوص اور نیک باتوں کو سن کر انہیں آئندہ اس طرح کی مجلسوں سے دل چسپی پیدا ہو جائے، اور کبھی کبھار مذہبی اور اصلاحی جلسوں میں شریک ہوا کریں۔ ہم نے اپنی بہنوں سے آپ کا تعارف کرایا، انجمن کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہوئے انجمن کے اغراض ومقاصد مختصر الفاظ میں بیان کیے۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب کی اہلیہ محترمہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ: مجھے تو کوئی لمبی چوڑی اسپیچ دینی نہیں ہے، اور نہ میں زیادہ کچھ کہنا چاہتی ہوں، پھر انجمن اصلاح نسواں کی بہنوں کے خلوص ومحبت سے متاثر ہو کر کچھ کہنے کی جرأت کرتی ہوں: میں خواتین برما کی اسلام پسندی کی داد دیتی ہوں، اور شکر گزار ہوں کہ وہ میرے ساتھ اتنی محبت سے پیش آئیں۔ اس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ آپ نے یہاں کی بہنوں کی تعلیم وغیرہ کی بھی تعریف کی؛ مگر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے کے لیے فرمایا کہ: آپ تمام بہنوں میں جہاں بہت سی خوبیاں نظر آتی ہیں، وہاں ایک خامی بھی ہے، اور وہ خامی یہ ہے کہ: خواتین میں قرآن شریف کو صحیح طرح سے پڑھنے والیاں بہت کم ہیں۔ مثلاً: ''ش'' اور ''ق'' وغیرہ برابر ادا نہیں کرتیں، تلفظ اور ہجے کی بعض ذرا سی غلطی سے مطلب بدل جاتا ہے، اور اس سے گناہ کا اندیشہ ہے۔ لہذا میں اراکین اصلاح

نسواں سے خصوصاً التماس کرتی ہوں کہ وہ اس اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دیں۔

آپ نے انجمن کے اغراض ومقاصد کو بہت پسند فرمایا، اور بانیانِ انجمن کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے دعا فرمائی کہ: خدا آپ کی انجمن کو دن دونی، اور رات چوگنی ترقی دے۔ ہر ملک کے مسلمانوں میں ایسے اصلاحی کاموں کی ضرورت ہمیشہ کم وبیش محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: اصلاحی بہنوں کو ہمت نہیں ہارنا چاہیے، اور خدا کے بھروسہ پر اس کام کو جاری رکھیں۔ ایسی مجلسوں میں صرف دو ہی بہنیں شریک ہوں، تب بھی اپنا کام جاری رکھیں۔ اگر دو بہنیں ہی ان باتوں کو سن کر عمل کریں گی، تو آپ کو ان سینکڑوں کی کی شرکت سے زیادہ فائدہ ہوگا، جو صرف سنتی ہیں، اور عمل نہیں کرتیں؛ اس لیے خدا کے سہارے آپ کام کرتی رہیں، ان شاء اللہ! کامیابی آپ کے قدم چومے گی، میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کی موثر تقریر کے جواب میں، جو میں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی، اسے یہاں نقل کر رہی ہوں:

میری قابل فخر بہن! آج آپ جیسی قابل فخر ہستی سے ملنے کا یہ پہلا موقع ہے۔ یعنی آج ہم سب نے آپ سے ملاقات کی، اور آپ کی باتیں سنی ہیں؛ مگر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پہلے ہی سے واقف ہیں۔ آپ سے مل کر ہمیں ذرا بھی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی، ہمیں ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے، اور آپ کے اور ہمارے جذبات کیوں ایسے ہیں؟؛ اس لیے کہ ہم سب مسلمان ہیں، مسلمان چاہے دنیا کے کسی خطہ میں ہو، چاہے کسی گوشے میں ہوں؛ مگر جب آپس میں ملتے ہیں، تو ایک ساتھ بیٹھتے ہیں، ایک دوسرے سے اس طرح گفتگو کرتے ہیں، گویا یہ سب اپنے ہی قریبی رشتہ دار ہیں۔

آج ہم بھی اپنے معزز مہمان سے مل کر ایسا ہی محسوس کرتی ہیں، جیسے کہ آپ ہماری سرپرست ہیں۔ آپ نے جو ہمیں نیک مشورے دیے ہیں، انہیں ہم نہایت ہی

مسرت کے ساتھ قبول کرتے ہوئے اپنی بہنوں میں بھی پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں تعلیم یافتہ ہستیوں کے نیک مشوروں کی سخت ضرورت ہے۔

ان بزرگوں کی مثال ان بڑے بڑے جہازوں کی سی ہے، جو بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں میں سے بآسانی گزر کر منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہیں، اور ہماری مثال ان چھوٹی چھوٹی کشتیوں کی مانند ہیں، جو دریا میں تو چلتی ہیں؛ مگر بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں میں سے گزرنا ان کے لیے سخت دشوار اور محال ہے؛ کیوں کہ ہم بڑے بڑے طوفانوں اور بادِمخالف کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ دنیا کی خطرناک ہوائیں ہمیں ہر طرف سے گھیر کر ہماری کمزور کشتی کو یا تو ڈبو دیتی ہیں، یا برباد کر دیتی ہیں؛ اس لیے ہر سمجھ دار کشتی بان کا فرض ہے کہ وہ ان بڑے جہازوں کے ذریعہ ان کے نقش قدم پر چل کر منزل مقصود پر پہونچنے کی کوشش کرے۔ یہ بڑے بڑے جہاز ہماری وہ تعلیم یافتہ ہستیاں ہیں، جو ہمیں دین کا سیدھا راستہ دکھلاتی ہیں، اور منزل مقصود تک پہونچاتی ہیں۔ یعنی خدا سے ملاتی ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہم ایسی قابل فخر ہستی سے مل کر ان کے نیک مشوروں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

انجمن اصلاحِ نسواں کے فرائض کی انجام دہی میں زیادہ تعداد ایسی نوعمر لڑکیوں کی ہے، جو کہ اپنے گھریلو فرائض کی انجام دہی سے کسی قدر آزاد ہیں۔ بڑی عورتیں اپنے گھر کے فرائض کی انجام دہی، اولاد کی پرورش، نیز دوسرے خانگی امور میں مصروف رہتی ہیں؛ اس لیے ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے کاموں میں زیادہ حصہ لے سکیں؛ لہٰذا ہماری نوعمر اصلاحی بہنوں کا فرض اولین یہ ہے کہ: اپنے بزرگوں کے بتلائے ہوئے اصولوں پر سختی سے کاربند ہو کر اپنی دوسری بہنوں کو بھی اپنے ساتھ سیکھنے اور سکھانے پر آمادہ کریں، اور اپنی بہنوں کو صحیح معنوں میں مسلمہ بنانے کی کوشش کریں۔ ہمیں کسی اچھی بات کے سیکھنے اور اچھے کام کے کرنے میں ذرا

بھی نہیں شرمانا چاہیے۔ مجھے اور آپ کو بھی بہت کچھ سیکھنا اور کرنا ہے۔

میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں آپ کی استاد بن کر آپ کو سکھا پڑھا رہی ہوں، نہیں، آیئے! میں اور آپ مل کر اس کام کو کریں، اس راہ پر چلیں، جس کا حکم، جس کی ترغیب، جس کی اجازت ہمارا خدا، ہمارا رسول، ہمارا مذہب اسلام دیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہماری معزز مہمان بیگمِ محمد طیب صاحبؒ اپنے وطن تشریف لے جا کر ہمیں اپنے قلب سے قریب ہی محسوس کریں گی۔

اس پر بیگمِ طیب صاحب نے بڑے ہی جوش اور مسرت سے ''ان شاء اللہ! ضرور'' کہا۔ اتنے میں عصر کی اذان ہوگئی، اسکول کے احاطہ میں جو مسجد تھی، وہاں سے زینت بوائز ہوم کے ایک چھوٹے سے لڑکے نے ''اللہ اکبر'' کی صدا بلند کی، اور اذان کے سننے کے بعد تمام بہنوں نے یکے بعد دیگرے آپ سے ملاقات کی، اور آپ بھی نہایت ہی تپاک اور محبت سے اپنی بہنوں سے ملیں، اور کیوں کہ آپ کو لینے کے لیے جو کار آنے والی تھی، وہ نہیں پہونچی تھی؛ اس لیے آپ نے وہیں پر عصر کی نماز ادا کی، اور آپ کے ساتھ دوسری کئی بہنوں نے بھی۔ تقریباً پانچ بجے آپ کو لینے کے لیے موٹر آ گئی، اور آپ ہم بہنوں کے دلوں میں محبت، مسرت کے جذبات چھوڑ کر، اور خود بھی لے کر ہم سے رخصت ہوئیں۔ رفتہ رفتہ تمام بہنیں بھی رخصت ہوگئیں۔ ہم سب بھی اپنے مکان واپس ہوئیں، اور اس دن ہمیں اتنا سکون، اتنی مسرت محسوس ہوئی کہ شاید ہی کسی دوسری تقریبات سے لوٹنے کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ اور میں یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ اس کی وجہ ہمارے معزز مہمان کا وہ پاک جذبہ، وہ خلوص وسادگی تھی، جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں تھی، اور ہمارے اندر ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں میں اسی طرح تا قیامت اتفاق واتحاد، خلوص ومحبت اور مساوات قائم رکھے۔ آمین۔

تجویز شکریہ مسلمانانِ برما

حضرت مہتمم صاحب کے سفر برما سے دارالعلوم کی مالی مشکلات میں جو سہولت پیدا ہوئی، مجلس شوری دارالعلوم دیوبند اس کو خاص طور پر قابل تحسین سمجھتی ہے۔ اور برما کے جن حضرات نے اعانت کی اور امداد فرمائی مجلس ان کے متعلق حسب ذیل تجویز شکریہ منظور کرتی ہے:

''مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کا یہ اجلاس مسلمانانِ برما کے اس عظیم ترین عطیہ کو، جو انہوں نے ایشیا کی عظیم مرکزی درس گاہ ''دارالعلوم دیوبند'' کو عنایت فرما کر اپنی اسلام دوستی اور علم پروری کا ثبوت دیا ہے؛ بنظرِ قدر واستحسان دیکھتا ہے، اور اس پر اپنے گہرے جذباتِ تشکر وامتنان پیش کرتا ہے، کہ انہوں نے حضرت مولانا محمد طیب صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند کو سفرِ برما کی دعوت دے کر دو لاکھ سے اوپر کی رقم خطیر دارالعلوم کے لیے پیش کی۔

مسلمانانِ برما کا یہ گراں قدر عطیہ جہاں دارالعلوم کی بین الاقوامی محبوبیت کی دلیل ہے، وہاں مسلمانانِ برما کی دینی شعوری کی بیداری کا بھی قابل غبطہ اعلان ہے۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اس مبارک خدمت پر بصمیم قلب معاونینِ برما کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ: حق تعالیٰ مسلمانانِ برما کو عموماً، اور معاونین کو خصوصاً دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

مجلس شوریٰ خصوصی طور پر عالی جناب سیٹھ ''اسماعیل محمد باگیا'' صاحب کی خدمت میں، جنہوں نے حضرت مہتمم صاحب کو دعوتِ برما دی، اور تحصیل سرمایہ میں پیش پیش ہو کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا، اور خود بھی گراں قدر رقم سے ''دارالعلوم'' کی امداد فرمائی۔ نیز عالی جناب مفتی ''محمد اسماعیل'' صاحب، خطیب جامع مسجد مانڈلہ، جن کی انتھک سعی سے مانڈلہ کی عظیم رقم وصول ہوئی، اور جناب محترم حافظ ''محمد حسین'' صاحب، خطیب جامع مسجد مولمین، جنہوں نے اپنی مساعیٔ جمیلہ سے مولمین سے ایک بھاری رقم دارالعلوم کے لیے

فراہم فرمائی، اور عالی جناب، محترم مولانا ''ابراہیم احمد'' صاحب مظاہری، مدیرِ اخبار ''دورِ جدید''، جن کی ذات گرامی، اور ان کے اخبار ورسالہ نے دارالعلوم کو پورے ملک میں روشناس کرایا، اور حضرت مہتمم صاحب کے پروگراموں سے ملک کو مستفید ہونے، اور معاون بننے کا موقع دیا۔ اور عالی جناب ''اونو'' وزیر اعظم برما، جنہوں نے اپنی جیبِ خاص سے دارالعلوم کی لائبریری کو ایک کثیر رقم عنات فرمائی۔ اور عزت مآب، جناب محترم مسٹر ''عبداللطیف'' صاحب، وزیر عدل وانصاف حکومت برما، جن کی سعیٔ گراں مایہ سے یہ رقم دارالعلوم تک پہونچ سکی۔ اور عزت مآب جناب محترم، مسٹر ''عبدالرشید'' صاحب، وزیر معدنیات حکومت برما، جن کے مخلصانہ تعاون سے یہ عظیم رقم سرکاری طور پر منتقل ہو سکی؛ کی خدمت میں تہہِ دل سے ہدیۂ سپاس وتشکر پیش کرتی ہے۔

مولانا مفتی ''محمود داؤد یوسف، مفتیٔ برما، جیسے برما کے مفتی، اور وہاں کے معتمد علیہ اشخاص میں سے ہیں، ایسے ہی وہ دارالعلوم کے معاونین خصوصی، اور اکابر دارالعلوم کے خصوصی وابستگان میں سے بھی ہیں۔ برما کی عظیم امداد کی حصول اور اس کے دارالعلوم میں منتقل ہونے کے سلسلہ میں مولانا ممدوح کی مستقل خدمات اور مساعی شامل ہیں، جن پر مجلس خصوصیت سے مولانا ممدوح کی شکر گزار، اور ان کے حق میں دعا گو ہے''۔